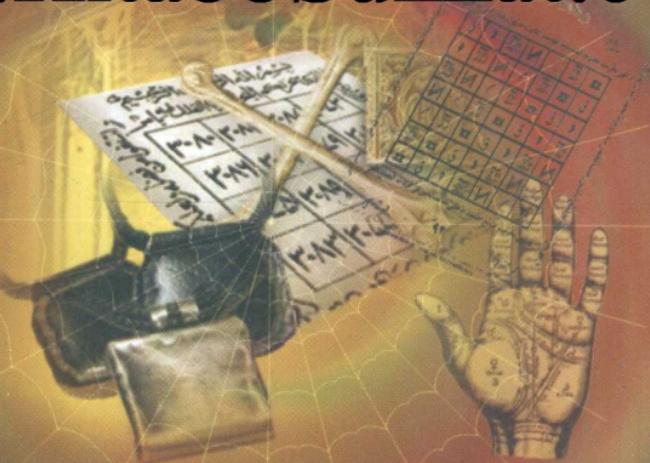


مروجہ لعویز
اور
موزات نبوی

www.KitaboSunnat.com



أَنْتَ مَحْبُوبُنَا

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب و سنت ذات کام پر دستیاب نہام الیکٹر انک کتب ←

عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔ ←

مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد آپ لوڈ (Upload) ←

کی جاتی ہیں۔ ←

دعویٰ مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹر انک ذرائع سے محض مندرجات نشر و اشاعت کی مکمل اجازت ہے۔ ←

☆ تنبیہ ☆

کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطرا استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔ ←

ان کتب کو تجارتی یا مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔ ←

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تلیخ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

نشر و اشاعت، کتب کی خرید و فروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔ ←

مر وجہ تھویڈ اور

معوذات نبویہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ

امم عبد مفیب

صدقة جاریہ --- فی سبیل اللہ

منجانب:

منتظر یا سین منٹو اور بیگم نیسم منٹو

مشترکہ حکمت

کامران پارک زینتیہ کالونی نرزو منصورہ ملکان روڈ لاہور

0321-4609092



نام کتاب	مرود ج تعویذ المُعوذات نبویہ
اہتمام	محمد عبد منیب
ناشر	مشریب علم و حکمت
اشاعت اول	۱۴۳۲ھ

برائے رابطہ: حافظ مستقر الرحمن فون: 0321-4213089

ناشر: مشریب علم و حکمت 0321-4609092

کامران پارک زینبیہ کالونی نزد مصوروہ ملستان روڈ لاہور

ڈسٹری بیوٹری دارالکتب السلفیہ

غزنی شریٹ اردو بازار لاہور۔ فون: 042-37361505

★ ال بلاڈ G-4: Shop # لینڈمارک پلازا، جیل روڈ۔ لاہور

فون: 0300-8880450042-5717843

★ اسلام آباد مکان نمبر 264 گلی نمبر 90 سکٹر 4/8- اسلام آباد۔
فون: 0300-5148847

تعویذ اور معوذاتِ نبویہ

۲	سخنِ وضاحت
۶	تعویذ کا مطلب
۱۱	معوذاتِ ایک عبادت
۱۶	حصولِ پناہ کے جاہلانہ طریقے
۲۳	تعویذ لٹکانا شرک ہے
۳۱	تعویذ لٹکانے والے شرک کی نوعیت
۳۹	قرآنی تعویذ کو جائز کرنے والوں کا موقف
۴۹	قرآنی تعویذ کو جائز سمجھنے کے نقصانات
۵۲	قرآنی آیات کی بے حرمتی
۵۳	صحابہ کرام کا تعامل
۵۵	کیا قرآنی تعویذ لٹکانا بھی شرک ہے؟
۵۶	معوذاتِ نبویہ
۱۲۶	حاصل کلام
مشکل، پریشانی اور مصیبت سے بچنے کے لیے کون سی دعا کس صفحے پر ہے۔	
تفصیل دیکھنے کے لیے آخری صفحات میں دی گئی فہرست	



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ سخن وضاحت

ہمارے معاشرے میں تعلیم پہنچنے یا تعویذ لٹکانے کا رواج عام ہے اور اکثریت غیر شرعی اور شرکیہ تعویذات ہی کا سہارا لیتی ہے۔ جاہل طبقہ توسرے پیر تک اس شرک میں ڈوبا ہوا ہے جب کہ دنیوی تعلیم سے بہرہ ور طبقے میں بھی تعویذ لٹکانے کے جرأتم اپنے خاصے پائے جاتے ہیں۔ صرف وہ لوگ اس سے محفوظ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ پر صحیح ایمان ہے۔ توحید اور شرک کی بنیادی اور جزوی تفصیلات سے پوری طرح واقف ہیں۔

ہمارے معاشرے میں دین کی تعلیم حاصل کرنے کا رجحان بہت کم ہے۔ اس پر مسترد یہ کہ شرک کے اڈے مزارات و مقابر، ان پر بیٹھنے ہوئے مجاور، ان کا مختلف طرح کے تعویذ کر کے دینے کا کاروبار، نیز گلگلی میں پھیلے ہوئے عامل، جادو کرنے اور جادو کا توڑ کرنے، محبت کرنے اور محبت کونفرت میں بد لئے، کاروبار چمکانے اور چلتا کاروبار دنکنے کے لیے لمبے لمبے، غیر مسنون اور شرکیہ و ظالماً کے ساتھ ساتھ کئی طرح کے مشرکانہ نقش اور تعویذ بنانے اور ان کو عام کرنے کا دھندا عام ہے۔

صرف یہی نہیں مساجد کے امام صاحبان، دیہات کے میاں جی اور بی بی جی، پیر و مرشد حضرات اور مدارس کے استاد بھی رضا کارانہ یا کچھ نہ کچھ نذرانہ لے کر یہ محکم دلائل و برابین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کام کرنے میں مصروف ہیں۔

تعویذ جسم پر کہیں پہننا جائے یا لٹکایا جائے یا باندھا جائے، وہ ہر صورت میں ناجائز ہے اور اس کے بہت نے دلائل احادیث سے ملتے ہیں۔ زیر نظر سطور میں اسی موضوع پر قرآن و حدیث کی روشنی میں بات کی گئی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ حق بات کہنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین

ام عبد الرحیم
محرم الحرام: ۱۴۳۵

تعویذ کا مطلب

تعویذ کا مادہ عوذ ہے۔ اصطلاح میں تعوذ یا استعاذه کا مطلب ہے: ہر شر سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل کرنا۔
اردو زبان میں تعوذ کا لفظ: اعوذ بالله من الشیطان الرجیم کے لیے بولا جاتا ہے۔

ہمارے ہاں اردو میں تعویذ ایک خاص لفظ بن چکا ہے جس سے مراد ہے: کوئی عبارت، طسم، منتر، حروف، اعداد لکھ کر جسم کے کسی حصے پر باندھنا تاکہ بیماری یا تکلیف دور ہو اور فلاں فلاں فائدہ حاصل ہو۔

پناہ طلب کرنا شرعاً عبادات کی ایک قسم ہے، چون کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات کاملہ ہی کو ہر طرح کی عبادت زیب دیتی ہے اور اسی کی ذات گرامی ہر عبادت کی مستحق ہے اس لیے دیگر تمام عبادات کی طرح استعاذه، یعنی ”پناہ طلب کرنے“ کی عبادت بھی اسی کے شایان ہے اور اسی کے نام کا لازم ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے پناہ طلب کی جائے تو یہ اسی طرح شرک ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے دعا کرنا یا کسی کے لیے سجدہ و قیام کرنا شرک ہے۔

پناہ طلب کرنا اپنی نوعیت اور کیفیت کے لحاظ سے دو طرح پر منحصر ہے۔

(۱) کسی مادی چیز کا سہارا لے کر یا اس سے درخواست کر کے اس سے پناہ محکم دلائل و برابین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طلب کرنا۔ جیسے تیز آندھی میں کسی مکان، کسی جھجھے، کسی جھونپڑی، کسی غار یا کسی گھنے درخت کے نیچے کھڑے ہو جانا..... بیماری کے وقت دوا اور علاج کرنا تاکہ مرض سے نجات ملے یا ذاکر اور حکیم سے کہنا کہ علاج توجہ سے کریں، دوا دیں اور شفا حاصل کرنے اور بیماری سے نجات پانے میں میری مدد کریں۔

پانی میں ڈوبتے ہوئے کسی آدمی کو دیکھ کر آواز دینا کہ وہ اسے بچائے، یا کسی تختے، کشتوں اور غیرہ کا سہارا لینا تاکہ وہ ڈوبنے سے فجع سکے۔

یہ دنیا دار الاباب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر کام کے لیے سب مقرر کیا ہے اور سب کے پیچھے پھرایک سب کا فرمایا ہوتا ہے اس طرح سب دنیا کی تمام چیزوں کے ساتھ بندھا ہوا ہے۔ جیسے سمندر سے ہوا بخارات بن کر اٹھتی ہے، اوپر جا کر بادل کی شکل دھار لیتی ہے، بادل اڑتے اڑتے مختلف علاقوں سے گزرتے ہیں، جب ان میں بخارات زیادہ ہو جاتے ہیں تو ان کا رنگ پانی کی طرح گہرا سرمنی ہو جاتا ہے، پھر ان بادلوں سے پانی برستا ہے، پانی زمین میں جذب ہو جاتا ہے، گرمی دور ہوتی ہے، زمین سے مناسب وقت پر اس پانی کے سب فصلیں اگتی ہیں، پھر فصل پکتی ہے اور اسے کاث کر انسان اور جانور کھانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اباد کا یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے۔ ان تمام اباد سے اپنی ضروریات حاصل کرنے کے لیے مدد لینا مشروع ہے۔ جو شخص ان سے مدد نہیں لیتا اور سمجھتا ہے کہ وہ ان اباد کے بغیر ہی اپنی ضروریات مہیا کر لے گا اپنی مصیبتیں اور مشکلات اور بیماریاں دور کر لے گا وہ دراصل بہت بڑا بے وقوف بھی ہے اور اللہ کا نافرمان بھی۔

(۲) پناہ حاصل کرنے کی دوسری قسم یہ ہے کہ مصیبت کے وقت کسی ایسی چیز سے پناہ طلب کی جائے جو بظاہر پناہ دینے یا سہارا دینے کا سبب نہیں بن سکتی مثلاً بیماری دور کرنے کے لیے یہ سمجھنا کہ فلاں پتھر کی انگوٹھی پہننے سے بیماری سے شفا حاصل ہوگی۔

امام ضامن کا روپیہ باندھ کر یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ سفر میں پیش آنے والی مشکلات سے بچا لے گا۔

ایک بچہ بھی یہ حقیقت بخوبی جانتا ہے کہ پتھر کا بیماری دور کرنے سے اس طرح کا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ کسی دوا کا بیماری دور کرنے سے تعلق ہوتا ہے۔ روپیہ کسی چیز کو خریدنے کے لیے تو استعمال ہوتا ہے لیکن اسے بازو پر باندھنے سے سفر کی مشکلات سے بچے رہنا بعید از حقیقت ہے۔

در اصل اسباب کے بغیر جو ذات کسی بندے کو پناہ دینے پر یا مشکلات سے بچانے پر، بیماری سے شفادینے پر قادر ہے وہ صرف مالک الامالک، مسبب الاصاب، رب کائنات کی ذات ہے جو ہر چیز کے لیے ممکن بھی ہے، رقیب بھی، حافظ بھی ہے حفیظ بھی، قادر بھی ہے قدیر بھی۔

اسباب میسر ہوں تو اسباب اختیار کر کے بھی پناہ طلب کرنے اور مصائب و مشکلات سے بچنے کے لیے توکل اللہ ہی پر کرنا چاہیے اور اسی کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان اسباب کو حکم دے گا کہ وہ اس بندے کو مشکل سے بچانے یا بیماری سے شفادینے میں اپنی ذمہ داری پوری کریں۔

اور اگر اللہ کی حکمت ہی یہ ہے کہ بندے کو بظاہر وہ نہ ملے جو وہ چاہ رہا ہے تو محکم دلائل و برابین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعویذ اور معوذات نبویہ

پھر اس باب بے اثر ہو جائیں گے۔

جب کسی مشکل سے نکلنے کے لیے اس باب میسر نہ ہوں تب بھی التجا اور دعا اللہ ہی سے کی جائے گی کہ وہ اس مشکل سے نکالے، اللہ تبارک و تعالیٰ اس مشکل سے نکلنے کا کوئی ایسا سبب مہیا کر دے گا جس پر بعض اوقات خود بندہ بھی حیران رہ جاتا ہے۔

اس میں بھی بنیادی وجہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اس باب مہیا کرنے اور اس باب کو موثر بنانے پر قادر ہے۔

اگر کوئی شخص اس باب کو اختیار کر کے التجا کسی مخلوق سے کرتا ہے کہ وہ اس کی مشکل دور کر دے یا اسے دشمن سے پناہ دے دے تو یہ شرک ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جس مخلوق سے التجایادعا کی جا رہی ہے وہ ان اس باب پر قدرت ہی نہیں رکھتا اور جو قدرت نہیں رکھتا اسے پکارنا حماقت کے ساتھ ساتھ شرک بھی ہے۔

اگر اس باب ہی سرے سے میسر نہ ہوں، مشکل سے بچنے اور دشمن سے بچنے کے لیے پناہ حاصل کرنے کا کوئی ظاہری ذریعہ نہ ہو اور انسان اس حالت میں کسی مخلوق سے کہہ کہ وہ اس کی مدد کرے، اس کو پناہ دے، مشکل سے نکال دے تو ظاہر ہے یہ صورت بھی حماقت کے ساتھ ساتھ شرک ہے۔ جو خود مخلوق ہے اور پناہ حاصل کرنے والے کی طرح بے بس ہے اور خود اللہ تعالیٰ کی مدد، اللہ کی پناہ اور اللہ کے سہارے کا محتاج ہے وہ بھلا دوسرے کی مدد کہاں سے اور کیسے کرے گا؟

اس وضاحت سے درج ذیل بات سمجھ میں آتی ہے۔

(۱) اس باب اختیار کر کے پناہ یا مدد اللہ تعالیٰ سے مانگنا مشرع ہے۔

- (۲) اسباب مفقود ہونے کے باوجود اللہ سے پناہ یا مدد مانگنا بھی مشروع عمل ہے۔
- (۳) اسباب اختیار کر کے مدد یا پناہ کے لیے کسی مخلوق پر بھروسہ کرنا یا اسے پکارنا شرک ہے۔
- (۴) اسباب مفقود ہوں اور مشکل کے وقت کسی غیر اللہ سے پناہ یا مدد طلب کرنا بھی شرک ہے۔



تعوذ ایک عبادت

تعوذ در اصل ایک عبادت ہے، جس کا تعلق دیگر تمام عبادات کے ساتھ ہے، نیز دیگر تمام عبادات کی طرح اس عبادت کے لیے بھی شریعت نے آداب اور احکام بتائے ہیں لہذا ان آداب و احکام کو مدد نظر رکھنا ایک مسلمان کے لیے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو حکم دیا:

وَإِنَّمَا يَنْهَاكُمْ مِنَ الشَّيْطَنِ نَزْعُ فَاسْتَعِدُ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيهِمْ [الاعراف: ۲۰۰]

”اگر تمہیں شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیش آئے تو تم کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ پناہ مانگو، بے شک وہی سننے والا، جاننے والا ہے۔“

نزع کا مطلب ہے کچو کے لگانا، چپ کالگانا، زخم پہنچانا۔ یہ کچو کے اور چپ کے یا زخم شیطان اور جنات کی طرف سے بھی ہو سکتے ہیں مثلاً جادو کر دینا، یہماری میں بتلا کرنے کی کوشش کرنا، وہم ڈالنا، سستی میں بتلا کر دینا، یادداشت کو کمزور کر دینا، مالی نقصان ہو جانا، وغیرہ۔

یہ چپ کے حاسد اور شریر انسانوں کی طرف سے بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً ڈالنا، دھمکانا، نقب لگانا، دھوکا دینا، نقصان کر دینا، گھروں میں لڑائی ڈلوانا، وہم میں بتلا کر دینا، کچھ کھلا پلا کر بیمار کر دینا، بے ہوش کر دینا، مالی معاملات میں دخل اندازی

کر کے انہیں خراب کر دینا وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ نے ان سب کچوکوں، چرکوں اور زخمیوں سے نجات حاصل کرنے اور ان سے محفوظ رہنے کے لیے یہ نسخہ بتایا کہ اللہ تعالیٰ ہی سے پناہ حاصل کی جائے۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ پر اس حکم کی تاکید کی ہے۔ کہیں بھی یہ حکم نہیں دیا کہ کسی مخلوق سے پناہ طلب کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے یہ کہیں بھی حکم نہیں دیا کہ کسی پیر، مرشد، بزرگ، نبی، ولی، کالی ہندیا، منکے، کوڑی، کالے پراندے، تعویذ، طسم، گث، ستارے، جن، بہوت، پریت وغیرہ کی پناہ حاصل کیا کرو۔ مولانا عبدالرحمن کیلانی سورہ علق کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

پناہ اس وقت مانگی جاتی ہے جب انسان کو کوئی خطرہ درپیش ہو، جس کی مدافعت کرنے کی وہ اپنے اندر ہمت نہ پاتا ہو اور اس ہستی سے پناہ مانگی جاتی ہے جو اس چیز سے زیادہ طاقت ور ہو، جس سے حملہ یا خطرہ درپیش ہو اور سب سے زیادہ طاقت ور اور ظاہری اسباب کے علاوہ باطنی اسباب پر حکمران اللہ کی ذات ہے الہذا اسی سے پناہ مانگی چاہیے۔ [تفسیر تفسیر القرآن]

جن چیزوں سے پناہ مانگی جاتی ہے یا جن گھرے ہوئے انسانی الفاظ کو پڑھ کر پناہ مانگی جاتی ہے وہ سب گھٹیا، ناقص اور حقیر ہیں جبکہ ان کے مقابلے میں اللہ کے کلمات کامل ہیں، ہر نقص نے پاک ہیں، یہ شافی اور کفایت کرنے والے ہیں الہذا انہی سے پناہ طلب کرنا نافع اور موثر و مفید ہے۔

قرآن حکیم کی تلاوت کا آغاز کرتے ہوئے مسلمان کو خصوصی تلقین کی:

فَإِذَا قَرَأْتُ الْقُرْآنَ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ
 ”جب آپ قرآن حکیم کی قرأت کرنے لگیں تو شیطان مردود کے (شر اور وسوسے) سے بچنے کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ کی پناہ حاصل کر لیا کرو۔“ [الخیل: ۹۸]
 انبیاء ﷺ کے بارے میں بھی قرآن حکیم نے یہی خبر دی ہے کہ وہ اللہ رب العزت ہی سے پناہ طلب کیا کرتے تھے۔

○ چنانچہ جب سیدنا نوح ﷺ نے اپنے بیٹے کے پانی میں غرق ہو جانے کے بارے میں بات کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ عمل صالح نہیں کرتا تھا۔ نوح ﷺ کو فوراً اپنی لغش کا احساس ہوا اور عرض کیا:

رَبِّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أَسْتَلُكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهِ عِلْمٌ
 ”اے میرے رب! میں اس بات سے تیری پناہ مانگتا ہوں کہ تجھ سے وہ چیز مانگوں جس کا مجھے علم نہیں ہے۔“ [ہود: ۲۷]

○ سیدنا موسیٰ ﷺ نے بنی اسرائیل کو گائے ذبح کرنے کا حکم دیا تو وہ لوگ گائے ذبح نہیں کرنا چاہتے تھے کیوں کہ وہ گائے کی تقدیس کے قائل تھے اور اسے معبد کا درجہ دیتے تھے۔ انہوں نے سیدنا موسیٰ ﷺ سے اس گائے کی شرائط اور شکل و صورت سن کر کہا: کیا آپ ہم سے مذاق تو نہیں کر رہے؟ مذاق کرنا اور مذاق میں جھوٹ بولنا یہ انبیاء کے مقام سے بہت فروتنہ اور انسانی حیثیت سے بھی ایک گھٹیا فعل ہے۔ سیدنا موسیٰ ﷺ نے ان کی تردید کرتے ہوئے جواب دیا:

أَعُوذُ بِاللَّهِ أَنْ أَكُونَ مِنَ الْجَاهِلِينَ [آل عمرہ: ۶]
 ”میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز (کی برائی) سے کہ میں جاہلوں میں

سے ہو جاؤں۔“

مراد یہ کہ مذاق کرنا جاہل لوگوں کا کام ہے۔ الحمد للہ میں جاہل نہیں کہ تمہارے ساتھ دل لگی کروں اور میں آئندہ کے لیے بھی مذاق کرنے جیسے گھٹیا فعل سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہوں۔

○ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام پر فرعون نے اپنا جھوٹا رعب بخانے اور آپ علیہ السلام کو قتل کر دینے کی دھمکی دی تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس وقت بھی اپنے رب کی پناہ پر بھروسہ کیا اور اسی کو اپنے بچاؤ کا ذریعہ بتایا، فرمایا:

إِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ مَنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَا يُؤْمِنُ بِيَوْمِ الْحِسَابِ
”میں نے تو ہر متکبر کے مقابلے میں جو یوم الحساب پر ایمان نہیں رکھتا، اپنے رب اور تمہارے رب کی پناہ حاصل کر لی ہے۔“ [المومن: ۲۷]

آپ نے فرعون کو یہ یاد دلادیا کہ میرا جس رب پر یقین ہے کہ وہ میرا خالق، مالک، حافظ و قادر ہے یقیناً وہی حقیقت میں تمہارا بھی رب ہے، بظاہر زبان سے تم اس کے اقرار سے انکار کرو اور عملًا اس کی اطاعت سے فرار کر ہے ہو لیکن تم اصلاً اس کی زد میں ہو اور وہ جب چاہے تمہاری گردن دبوچ لے۔ جب میں اس کی پناہ حاصل کر کے تمہارے جیسے جابر و متکبر آدمی کی پکڑ کے خوف سے آزاد ہو چکا ہوں للہ امیرے خلاف جو کچھ کرنا ہے کرلو۔

ایک دوسرے مقام پر ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون سے کہا:

وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَنْ تَرْجُمُونِ۔ [الدغدان: ۲۰]

”اور میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ لے چکا ہوں اس سے کہ تم مجھ پر حملہ

آور ہو۔“

نبی اکرم ﷺ نے جب قریش مکہ سے صلح حدیبیہ کا معاهدہ کیا اور اہل مکہ اور اہل مدینہ کے درمیان میں ملاقات شروع ہو گئی تو اس کا بہت اچھا نتیجہ نکلا، بہت سے کافر مسلمان ہونے لگے، یہودیں عرب کے ممالک کی طرف بھی آپ نے دعوتِ اسلام پر مشتمل خطوط بھیجے۔ غرض اسلام تیزی سے اور امن امان سے پھیلنے لگا تو مدینہ منورہ کے یہودیوں کو یہ صورت حال کھلنے لگی۔ انہوں نے قریش کو مسلمانوں کے خلاف ابھار کر بھی دیکھ لیا لیکن کچھ نہ بنا، آخر کار آپ ﷺ پر ایک یہودی لبید بن عصم اور اس کی بیٹی نے جادو کر دیا، ابھی جادو اپنا اثر دکھانے ہی لگا تھا کہ آپ ﷺ کو بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے اس جادو کے کرنے والے، جن چیزوں پر کیا گیا، جہاں وہ چیزیں دبائی گئیں اور جس طرح یہ جادو ختم ہو سکتا تھا وہ سب بتا دیا اور آپ ﷺ کو اس کا اثر ختم کرنے اور اس سے بچنے کے لیے معوذ تین پڑھنے کا بتایا گیا۔ ان دونوں سورتوں کی صورت میں وہ کلمات بتا دیے گئے جن کو پڑھ کر یا اپنے ہاتھ اور جسم پر پھونک کر جادو، آسیب، حسد، اندھیرے کے شر، جنات و شیاطین کے جملے سے بچنے کے لیے ربِ کریم سے دعا کی جاتی ہے کہ وہ بندے کو اپنی پناہ یعنی حفاظت میں لے لے۔



حصولِ پناہ کے جاہلانہ طریقے اور ان کا حکم

دنیا کے ہر جا بھی معاشرے میں اللہ کے علاوہ کسی اور چیز سے پناہ طلب کرنے کا عقیدہ موجود رہا ہے چنانچہ اہل عرب میں غیراللہ سے پناہ طلب کرنے کا عقیدہ بہت پختہ تھا اور وہ اس شرک میں بری طرح بتلاتھے۔ دور حاضر کے ایک عرب عالم اور مصنف اپنی کتاب ”عقیدہ توحید اور شرک“ میں لکھتے ہیں:

اہل عرب جاہلیت میں جن چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے، ان کے انہوں نے مختلف نام رکھے ہوئے تھے جن میں سے بعض نام یہ ہیں:

○ نُفرہ: بچے کی گردان میں نظر بد سے بچنے کے لیے کوئی چیز لٹکا دیتے جس سے جنات اور انسان دونوں نفرت کرتے، اس لیے اسے نُفرہ کہتے۔ کبھی یہ کام کسی بخس چیز مثلاً حیض کے چیزوں سے یا ہڈیاں وغیرہ لٹکا کر کیا جاتا۔ کبھی بچے کے گلے میں کسی گندے جانور کا نام لکھ کر لٹکا دیا جاتا مثلاً قُفْد (چچپوندر) وغیرہ اس مقصد کے لیے بلی کے دانت بھی لٹکائے جاتے۔

○ ریٹھوں کو عورت کی کمر میں باندھا جاتا تاکہ وہ بانجھ ہو جائے اور بچہ پیدا نہ ہو۔

○ سنجبلب، یا اس تعویذ کا نام تھا جو روٹھے ہوئے شوہر کو منانے کے لیے عورتیں پہنتیں۔

○ ۃولہ، قرزلحلہ، دردنبیں، کخلہ، کرار، ہمراہ یہ سب ان منتروں کے نام ہیں یا ان تعویذوں کے نام ہیں جو محبوب کو اپنا مطیع و فرمائیں بردار بنانے کے لیے استعمال

تعویذ اور معوذ است نبویہ

کیے جاتے، عورتیں شوہر کی محبت اور توجہ حاصل کرنے کے لیے بھی انہیں استعمال کرتی تھیں۔ ان میں ایک تعویذ کی عبارت درج ذیل ہے:

يَا كَثْرَى إِنْ يَهُوَ أَهْمَرٌ يَهُوَ أَقْبَلٌ فَسَرِّيْهُ وَإِنْ أَدْبَرْ فَضَرِّيْهُ
مِنْ فَزْجَهِ إِلَى فِيْهِ۔

(اے لوٹانے والے ریٹھے! تو اسے لوٹادے، اے رلانے والے موٹی! تو اسے رلا دے، اگر وہ واپس آتا ہے تو اسے خوش رکھے اور اگر وہ دور جاتا ہے تو اس کی شرم گاہ سے لے کر اس کے منہ تک اسے تکلیف میں بٹلا کر دے)

- خُمصہ: موتیوں کے وہ تعویذ جو بادشاہ کے دربار میں حاضری کے لیے اور میدانِ جنگ میں استعمال کیے جاتے تھے وہ انگوٹھی کے نیچے یا بٹن میں یا تلوار کے پٹے میں رکھے جاتے تھے۔
- عطفہ: ہر دل عزیز بننے کے لیے پہنانا جاتا۔
- قِبْلہ: سفید کوڑیوں کا تعویذ جو گھوڑے کو نظر بد سے بچانے کے لیے اس کے گلے میں ڈالا جاتا۔
- وِدْعہ: کوڑی اور گھوٹکے کا تعویذ جو آنکھ کی تکلیف دور کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا۔
- سونے کا زیور: سانپ یا بچھو کے ڈسے ہوئے کو پہنا یا جاتا، عقیدہ یہ تھا کہ اس سے شفا ہوگی۔

○ خرگوش کے مخنے کی ہڈیاں: نظر بد اور جادو سے بچنے کے لیے پہنانی جاتیں۔ گردن میں خرگوش کی ہڈی لٹکا کر یہ سمجھتے کہ اس طرح جنات، خماط اور عسیرہ کے

شیاطین اور غول بیابانی قریب نہیں آتے۔ [سیرۃ النبی]

○ تجویظ: سرخ اور سیاہ رنگ کا بٹا ہوا دھاگا جسے نظر بد سے بچنے کے لیے باندھا جاتا۔ جسے ہمارے ہاں گٹ کہتے ہیں۔

○ نظر بد سے بچنے کے لیے جانوروں کے گلے میں تانت لٹکائی جاتی۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ یہ نظر بد سے اور مکروہ فریب سے بچاتی ہے۔ [عقیدہ توحید اور تَعْوِيذ]
جن چیزوں کو کسی چیز کے شر سے بچنے کے لیے لٹکایا، باندھا پہننا یا پاس رکھا جاتا تھا ان کی تشریح علماء نے اس طرح کی ہے:

○ تمیم: وہ ریٹھے اور منکے جو کسی چیز کے شر سے حفاظت کے لیے جسم پر باندھے یا لٹکائے جاتے ہیں۔ [السان العرب]

امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: تمیم سے مراد وہ دانے اور مالا جو گلے میں لٹکائے جاتے ہیں۔ اہل عرب کا جاہلیت میں یہ عقیدہ تھا کہ یہ آفات کو روکتے ہیں۔ [فتح الباری، بِكَابِ الظَّبِ: ۵۷۳۰]

○ دوسیاہ اور دوسفید نکتے والے دانے جنہیں کسی ڈوری میں پروکر گلے میں باندھا جاتا ہے۔ یعنی کوڑیاں۔

○ وہ مالا جس میں ڈوری ہوتی ہے اور اس پر منتر پڑھا جاتا ہے۔

خطلت اور شیاطین سے پناہ طلب کرنا:

اللہ حبیب کا یہ عقیدہ تھا کہ جنات اور شیاطین بڑی قوت کے مالک ہیں اور تمام شر کی طلاقیں اور بُرث کے اثرات متعددی کرنے میں ان کا عمل خل شامل ہوتا ہے۔ انسان پر جتنی آفات آتی ہیں کسی نہ کسی طرح ان آفات کا سبب جنات اور

تَعْوِيذُ اُور مَعْوِذَاتُ نَبِيِّہٖ 

شیاطین کی ناراضگی اور غصہ ہوتا ہے، چنانچہ وہ جنات اور شیطانوں کی پوجا کرتے۔ انہوں نے جنوں اور شیطانوں کے نام بھی وضع کر رکھے تھے۔ جن کی پیچان کے لیے انہوں نے مختلف شکلیں اور علامات بھی بنارکھی تھیں، وہ ان شکلوں پر ان کے مجسم یا مورتیاں یا نقش بناتے اور تعویذ بناتے ہوئے یا تمیمہ بناتے ہوئے ان ناموں اور علامتوں کو بھی استعمال کرتے۔

قرآن حکیم میں جاہلی مشرکوں کا یہ عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ فرمان ہے:

**وَآتَهُ كَانَ رِجَالٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعْوُذُونَ بِرِجَالٍ مِّنَ الْجِنِّ
فَزَادُوهُمْ رَهْقًا [آلجن: ۶]**

”اور یہ کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ جنوں کی پناہ طلب کیا کرتے تھے اس طرح انہوں نے جنوں کا غرور اور بڑھادیا۔“

شیخ سلیمان بن عبد الوہاب لکھتے ہیں:

عرب زمانہ جاہلیت میں جب کسی میدان، جنگل یا خوف و ہراس کے علاقے میں پہنچتے اور وہاں جنوں، بھوتوں، شیروں، درندوں اور شیطانوں کی موجودگی اور ان کے گزند پہنچانے کا خدشہ ہوتا تو ان میں سے ایک آدمی کھڑا ہوتا اور کہتا: ہم اس وادی کے سردار جن کی پناہ میں آتے ہیں۔ چنانچہ یہ عقیدہ ہوتا کہ اب کوئی جن اذیت نہیں پہنچائے گا۔ ایسا کہنے اور کرنے والوں کو اس کام کی اجرت بھی ملتی تھی۔ گویا اس قسم کے عامل، کاہن، پیر اور بابے سفر میں بھی ساتھ رکھے جاتے تھے اور لوگوں کو عقیدے کی خرابی میں بنتا رکھنے اور خود مال کمانے اور بزرگی حاصل کرنے کے لیے شاطر لوگ خوب ایسے چکر چلاتے تھے۔

وہ لوگ جنوں کا تقرب حاصل کرنے کے لیے ان کی بھیت چڑھانے کے لیے جانور بھی ذبح کرتے۔ جب کوئی گھر بناتا یا کنوں کھو دتا تو جنوں کے شر سے بچنے کے لیے جانور ذبح کرتا۔ [جنتات کے متعلق دیکھیے تابقہ: جنتات بالگاہ نبوی میں مطبوعہ مشریعہ علم و حکمت] ان کا خیال تھا کہ بعض پتھر، درخت، حیوان اور بعض دھاتوں میں بھی کچھ ایسے اثرات ہیں جو ان سے جنوں کا، یا نظر بد کا یا جادو کا خطرہ ٹالنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ [تعویذ اور عقیدہ توحید]

○ بر صغیر میں بچے کو پیدا ہوتے ہی ترازو میں رکھ کر دوسرے پلڑے میں غلہ رکھ کر، غلہ برابر تول کر صدقہ کر دیا جاتا ہے، عقیدہ یہ ہے کہ اس طرح بچہ زندہ رہے گا، اسے تولن یا جو کھو کہا جاتا ہے۔

○ لڑکے کا ایک کان یا ناک چھد دادیا جاتا ہے، عقیدہ یہ کہ اس طرح زندہ رہے گا ایسے بچے کا نام چھیدی رکھتے ہیں۔

○ بعض لوگ بچے کو ایک دو آنے میں کسی کو شیخ دیتے ہیں، پھر کسی کا بچہ سمجھ کر اسے پالتے ہیں ایسے بچے کو بچو یا تجن کہا جاتا ہے۔

○ جب چاند برج عقرب میں ہو تو اس وقت بچھوکی تصویر نقش کی جاتی ہے۔ عقیدہ یہ ہے کہ یہ تصویر سہنے والے کو بچھو کے ڈلنے سے تکلیف نہیں ہوگی۔

[الفصل فی الملل والا ہوا و الخل از ابن حزم بحوالۃ العقیدۃ توحید اور تعویذ]

آج بھی پتھروں کے خواص اور ان کے انگوٹھیوں میں نگینے لگوانے کا عقیدہ عام ہے۔

آج بھی بعض حیوان اور ان کے مختلف اجزاء اسی طرح پناہ دینے اور بیماری

اور جادو سے بچانے میں تیر بہدف سمجھے جاتے ہیں۔

دیر حاضر میں بھی تعویذ وں کا کار و بار زور شور سے جاری ہے، عوام کا عقیدوں میں بگاڑا بھی قدیم جاہلیت کی طرح ہے جب کہ پڑھا لکھا طبقہ بھی اس قسم کے توهہات میں بری طرح بتلا ہے۔ غور کیجیے:

- شوگر ختم کرنے کے لیے کڑے، انگوٹھیاں، بالیاں عام فروخت ہو رہی ہیں۔
- کالے اور لال رنگ کے اور کہیں نیلے رنگ کے دھاگوں پر گردہ لگا کر بچوں اور بڑوں کے گلے میں ڈالا جاتا ہے۔

○ اسی قسم کے جنرل منتر کے ساتھ دم کیے ہوئے دھاگے جنہیں گٹ کہا جاتا ہے
کمر، سخن، پنڈلی، سر، بازو، کندھے وغیرہ پر بھی باندھے جاتے ہیں۔

○ نظر بد سے بچنے کے لیے کالے رنگ کو بہت اہمیت دی جاتی ہے، جس کے پیچے کالی ماتا کے غضب سے بچنے کا عقیدہ کار فرمایا ہے کیوں کہ ہندوؤں کے ہاں کالی ماتا غضب کی دیوی ہے۔

کالی چوڑیاں، کالی بندیا یا یائل، کالا کپڑا، کالا پراندا، کالے دھاگے، کالا مرغ ذبح کرنا، کالا بکرا، کالی ہندیا یا سب آفات اور نظر بد سے بچنے کے لیے استعمال کے ہاتے ہیں۔

○ کوڈیاں، سپیاں، گھوٹھے اور رنگ موئی، آج بھی بچوں اور مردوں کو خاص طور پر مختلف امراض، حادثات، نظر بد اور جادو سے بچنے کے لیے پہنانے جاتے ہیں۔

○ اہم ضامن کا روپیہ مردوں اور لڑکوں کے بازووں پر باندھا جاتا ہے، عقیدہ

تَعْوِيذُ اور مَعْوِذَاتُ نَبُوَيٰ

یہ ہے کہ وہ سفر میں اس کی حفاظت کرے گا۔

○ جب بڑے سائز کے پیٹل کے سکوں کا رواج تھا تو سکوں میں سوراخ کرو اک یا سوراخ دار ایک پیسے کا سکھہ ڈوری میں پروکر بچوں کے گلے میں ڈالا جاتا تھا۔

○ اکثر گھروں اور کوٹھیوں پر کالے رنگ کی الٹی ہندیا یا خوب صورت الٹی ہندیا کی شکل کا ڈیزائن نظر آتا ہے یہ کوٹھی کو یا گھر کو نظر بد اور آفات سے بچانے کے لیے بنایا جاتا ہے۔

○ رکشے، گاڑی، موڑ سائیکل، بس، ٹرک پر لٹکے ہوئے جوتے، کالے رنگ کے کپڑے، کالے پر اندرے، کسی جانور کی ہڈیاں، کوڈیاں وغیرہ عام ہیں۔

○ چاہے کتنی ہی معمولی یا جان لیوا بیماری ہو۔ لوگ بار بار کسی بزرگ، کسی مائی صاحبہ، کسی مزار پر جانے اور وہاں سے گٹ کرا کر لانے، کوئی چیز دم کرو اکر لانے، یا کوئی تعویذ بنا کر لانے اور پہننے کا مشورہ دیتے ہیں اور اکثریت ان مشوروں پر عمل بھی کرتی ہے۔

○ ہمارے ملک میں ہر اخبار، ہر رسالہ حتیٰ کہ دینی رسائل بھی، ٹی وی چینلز وغیرہ میں گٹ تعویذ کرنے والوں کے کالم شائع کرتے ہیں۔ وہ دور بیٹھے بذریعہ خط و کتابت، بذریعہ ڈاک، تعویذ اور دم کی ہوئی چیزیں بھجوا کر کاروبار کر رہے ہیں۔

دلچسپ بات یہ کہ میڈیا کے وہ صحافی جو بظاہر چاند پر چکنچک جانے والی جدید دنیا کی باتیں کرتے اور روشن خیالی کا پر چار کرتے نہیں تھکتے، وہ بھی پیسہ کمانے یا لوگوں کا ایمان لوٹنے کے لیے اس قسم کے کاموں میں پیش پیش ہیں۔

· حیرت تو اس پر ہے کہ دو رہاضر میں علوم کی ترقی کے باوجود دنیا کے ہر مسلک

تَعْوِيذُ اُور مَعْوذَةٌ نَبِيَّهُ
 میں مزاروں پر اور ان کے آس پاس، سمندروں کے کنارے، مختلف میلے ٹھیلوں پر، مذہبی مقامات پر تعویذ، دھاگے، گث، منکے، کڑے، کوکے، چھلے مختلف نقش اور چیزیں بکتی ہوئی نظر آتی ہیں چاہے یہ کوئی ہندوؤں کا مندر ہو یا ان کے سینا اسی باوا کا ڈیرا، چاہے بدھا کا مجسمہ ہو اور چاہے شرک و بدعت میں بتلا مسلمانوں کے ہاں کسی کا مزار، میلہ اور خان قاہ، چاہے یہ روس جیسا سیکولر ملک ہو چاہے امریکہ۔ ایک سفر نگار لکھتا ہے: ڈریگن کنگ کے مجسمے اور مندر خاصا بڑا ہے۔ دونوں کے دروازوں میں بلااؤں، یکاریوں اور نظر بد سے بچنے کے لیے اور خیرو برکت کے لیے ہر قسم کے تعویذ دستیاب ہیں۔ جاپان میں شاید ہی کوئی شخص ایسا ہو جس نے ان تعویذوں کو گھر، دفتر، گاڑی یا سکول بیگ میں نہ رکھا ہو۔

آئیے دیکھیں کہ رب کریم کی عطا کردہ شریعت ان تمام جاہلی ٹونوں ٹوٹکوں اور تعویذوں کے متعلق ہمیں کیا بدایات دیتی ہے۔



تعویذ لٹکا نا شرک ہے

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ان الرَّفِی و التَّمَائِمِ و التَّوَالَةِ شرک
 ”بے شک دم کرنا، تعویذ لٹکانا اور ٹونے کرنا شرک ہے۔“

[سنابوداود، اسلہلصحیح: ۳۳۱]

اس حدیث میں تین چیزوں کا ذکر ہے، الرقی (دم کرنا) تمام اور توالہ (ٹونا، منتر)

(۱) الرقی: دیگر بہت سی احادیث سے یہ پتا چلتا ہے کہ شرک یہ الفاظ پر مشتمل دم اور جاہلیت کے تمام دم کرنا شرک ہے لیکن مشروع اور مسنون الفاظ پر مشتمل دم کرنا شرک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ خود بھی اپنے ہاتھوں پر معوذ تین پڑھ کر پھونک کر پورے جسم پر اپنا ہاتھ برکت کے لیے پھیرتے تھے۔

البته وہ دم جس کے الفاظ مسنون نہ ہوں یا وہ برا و راست جسم پر پھونکنے کی وجائے کسی اور چیز پر دم کر کے پھونکا جائے تو اس میں علماء کا اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ ایسے دم کرنا درست نہیں مثلاً چینی، پانی وغیرہ پر دم کرنا۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: دم کرنا اور کرنا مطبوعہ مشریعہ علم و حکمت]

(۲) تمیسمہ: ہر وہ چیز جو نظر بد، آفت، بلا، وبا، جادو یا کسی درندے یا موزی جانور کے ڈنے سے بچنے کے لیے استعمال کی جائے۔

(۳) اللہ تعالیٰ یہ تولہ کی جمع ہے، مراد ایسا ٹونا، منتر، دم یا کوئی ایسی چیز جس کا استعمال مرد اور عورت میں محبت پیدا کرنے یا ان میں نفرت پیدا کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ یہ بھی شرک ہے۔

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جب گھر آتے تو دروازے پر پہنچ کر گلے سے آواز نکلتے تاکہ وہ اچانک ہم سے کوئی ایسی چیز نہ دیکھ لیں جو انہیں ناپسند ہو۔ کہتی ہیں: ایک دن وہ آئے اور حسبِ عادت آوازن کالی۔ اس وقت میرے پاس ایک بوڑھی عورت تھی جو مجھے خمرہ (سرخ دانے) کی وجہ سے جھاڑ پھونک کر رہی تھی۔ میں نے اس عورت کو چار پائی کے نیچے چھپا دیا۔ انہوں نے میرے گلے میں ایک دھاگہ دیکھا تو پوچھا: یہ کیا دھاگہ ہے؟ میں نے کہا: یہ دھاگہ ہے جس میں میرے لیے صم کیا گیا ہے۔ یہ سن کر عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ دھاگہ کہ پکڑ کر کاٹ دیا اور کہا: بے شک عبد اللہ کا خاندان شرک سے بے نیاز ہے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

ان الرقى والتمائم والتولة شرک

”بے شک دم جھاڑ، تعلیم دلکانا اور حرب کا منتر کرنا سب شرک ہے۔“

[امحمد: ۱/۲۸۱ - حاکم: ۲/۲۱ - صحیح ابن ماجہ: ۲/۲۶۹]

اس حدیث سے درج ذیل باتوں کا پتا چلتا ہے:

○ مرد کو گھر میں اچانک نہیں آنا چاہیے۔ اچانک آکر سر پر اسزدینے کا رواج مغربی تہذیب کا خاصہ ہے اور دورِ قدیم میں بھی مشکلی لوگ ایسا کرتے تھے۔

- سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی کو کو یہ پتا تھا کہ ان کے شوہر دم کرانے، گٹ یا تعویذ یا ڈوری باندھنے کو ناجائز سمجھتے ہیں۔
- ایک روایت میں ہے کہ ان کی بیوی نے کہا: میرے سر میں درد ہوتا ہے جب میں یہ ڈوری پہن لوں تو در در ک جاتا ہے جب اتار دوں تو دوبار اشروع ہو جاتا ہے تو عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ شیطان ہے جو تمہیں درد میں بنتلا کرتا ہے تاکہ تم تعویذ کا سہارا لو، آئندہ ایسا مت کرنا۔
- مرد کو گھر میں غیر شرعی کام دیکھ کر فوراً سمجھانا چاہیے۔
- بیوی کو احکامِ شریعت سمجھانا شوہر کی ذمہ داری ہے۔
- خاندان میں یا گھر میں شرکیہ اور گناہ کا کام برداشت نہیں کرنا چاہیے۔
- سیدنا عقبہ بن عامر الحبئی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دس افراد پر مشتمل ایک وفد ملاقات کے لئے اور اپنے اسلام کا اعلان کرنے کے لیے آیا۔ آپ ﷺ نے ان میں سے نو آدمیوں سے بیعت لے لی جب کہ ایک آدمی سے بیعت سے آپ نے ہاتھ روک لیا۔ وہ لوگ کہنے لگے۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے نو آدمیوں سے بیعت لے لی ہے اور اس کو آپ نے چھوڑ دیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس نے تعویذ باندھا ہوا ہے۔ اس شخص نے اپنا ہاتھ لباس کے اندر داخل کر کے اس تعویذ کو کاٹ ڈالا۔ تب آپ نے اس شخص سے بیعت لی اور پھر فرمایا:

لِجَمِيعِ الْعَلَقِ تَمِيمَةٌ فَقَدْ أَشْرَكَ۔ [مسند احمد: ۱۸۳۵۳، الحجۃ: ۲۹۲]

”جس نے کوئی تعویذ باندھا (یا لٹکایا) تو اس نے بالحقیق شرک کیا۔“

○ تعویذ، گٹ وغیرہ استعمال کرنے والے مسلمانوں کو غور کرنا چاہیے کہ اگر آج انہیں رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں بیعت کرنا پڑ جائے تو کیا تعویذوں، گٹوں، کوڈیوں اور چھلوں کے ساتھ ان کی بیعت کو قبول کر لیا جائے گا؟

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ ایک بیمار کے پاس گئے، اس کے بازو پر ایک دھاگہ بندھا ہوا دیکھا تو آپ نے اسے توڑ دیا اور یہ آیت پڑھی:

وَمَا يُوْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُون. [یوسف: ۱۰۶]

”اکثر لوگ اللہ پر ایمان ہونے کے باوجود مشرک ہی ہیں۔“ [ابوداؤد: ۳۲۵۱] - ۳۲۵۱

ترمذی: ۱۵۳۵۔ مصنف عبد الرزاق: ۱۵۹۲۶۔ مند احمد: ۳۲/۳، ۸۷، ۳۲۵۔ ابن حبان:

[۲۰۴۲] **الصَّحِيحُ الْلَّاهِبِيُّ:** ۲۳۵۸

○ معلوم ہوا کہ مسلمان کی مسلمان کے ساتھ خیرخواہی اس بات میں ہے کہ اگر وہ کسی مسلمان کو آج بھی تعویذ، گٹ اور کوڈیوں کے شرکیہ جال میں پھنسا ہوا دیکھتے تو اسے فوراً سمجھائے اور اگر بس چل سکتا ہو تو ہاتھ سے اس کی یہ چیزیں توڑ دے۔

جناب عیسیٰ بن عبد الرحمن سے روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عسیم رضی اللہ عنہ بیمار پڑ گئے۔ ہم ان کی عیادت کے لیے گئے۔ ان سے کہا گیا کہ آپ کوئی ڈوری یا دھاگہ ہی ڈال لیں تو اچھا ہو۔ آپ نے فرمایا: ڈوری یادھا گا لٹکاؤں؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جو شخص جو چیز لٹکائے وہ اسی کے حوالے کر دیا جاتا ہے۔ [مند احمد: ۲۱۱/۲۔ ترمذی، کتاب الطب: ۲۰۷۲۔ حاکم: ۲۱۶/۲]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بنی ملکہ نے فرمایا: جو شخص کوئی ایسی (ڈوری یادھا گا) لٹکائے، اللہ اس کا کام پورانہ کرے اور جو

تعریف اور معوذات نبویہ

شخص اسے لٹکائے اسے اللہ لٹکا ہی رکھے۔ [مند احمد ۱۵۲، ۳۔ ابو یعلیٰ: ۱۷۵۹۔]

[الترغیب: ۳۰۶، ۳۔ طبرانی: ۸۲۰، ۱۔ ۳۱، ۲۔]

○ بے شک اللہ تعالیٰ کا یہ اصول ہے کہ جب اس کے ساتھ کوئی شریک یا کسی چیز کو شریک بنالے تو اللہ تبارک و تعالیٰ اس سے اپنا تعلق پوری طرح توڑ لیتے اور اس کی حفاظت کا ذمہ ختم کر دیتے ہیں اور اس شخص کو اسی چیز کے حوالے کر دیتے ہیں جسے اس نے شرک کے طور پر اختیار کیا ہوتا ہے۔

○ یہ انداز اللہ تعالیٰ کی سخت نارِ اضگی کو ظاہر کرتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے بارے میں فرمایا کہ وہ اللہ کا حصہ بھی نکالتے اور مشرکوں کا بھی لیکن اللہ تعالیٰ اپنا حصہ بھی ان کے شریکوں ہی کے حوالے کر دیتا ہے اور خود کچھ بھی قبول نہیں کرتا۔ [الانعام دیکھیے: ۱۳۶]

○ نبی اکرم ﷺ نے ایسے شخص کو بد دعا دی کہ اللہ اسے لٹکائے رکھے۔ یہ بھی انتہائی ناراضی کا اظہار ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ایک شخص کے ہاتھ میں تانبے کا چھلاد دیکھا تو فرمایا: یہ کیا ہے؟ آدمی نے جواب دیا: یہ ریاح کی وجہ سے پہن رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا: اسے نکال دو کیوں کہ یہ بیماری ہی کو زیادہ کرے گا اور اگر تم اس حال میں مر گئے اور یہ تمہارے جسم پر باقی رہا تو تم بھی کامیاب نہیں ہو گے۔

[مذکور حاکم، مختصر اکتاب الطب: ۵۰۲۔ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے]

اس حدیث سے یہ باقی معلوم ہو سکیں:

○ کسی دھات کو بیماری دور کرنے کا سبب سمجھتے ہوئے پہننا شرک ہے اور یہ ممنوع ہے۔

○ ایسا کرنا بیماری کو بڑھادیتا ہے کم نہیں کرتا۔ جسے یہ محسوس ہو کہ بیماری کم ہو گئی ہے اس کی بیماری پر دراصل شرک کی بیماری غالب آ جاتی ہے اور اس بڑی بیماری کی وجہ سے وہ چھوٹی بیماری دب جاتی ہے جیسا کہ اکثر بڑی بیماری لاحق ہونے سے اس کا احساس چھا جاتا ہے اور چھوٹی بیماری کا احساس ختم ہو جاتا ہے یا کم ہو جاتا ہے۔

○ شرک بدترین بیماری اور بدترین گناہ ہے، یہ آخرت کے روز شرک کرنے والے اور اس کی کامیابی کے درمیان حائل ہو جائے گا۔

○ انسان کو شرک کے تمام آثار منادی نے چاہیے، چاہے عقیدہ میں شرک نہ بھی ہو یا اس کی شدت نہ ہو لیکن شرک کے آثار یا الفاظ سے دوستی یا ان کا معمولی سا استعمال بھی ہلاکت اور آخرت کی ناکامی کا باعث ہے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: غیر محسوس شرک]

○ اللہ تعالیٰ روزِ قیامت بندے کے تمام گناہ معاف کرنا چاہے تو کر دے گا لیکن شرک معاف نہیں کرے گا۔ [الناء: ۳۸]

سیدنا عباد بن تمیم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابو بشیر انصاری رضی اللہ عنہ نے انہیں بتایا کہ وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ (عبداللہ کہتے ہیں: میرا خیال ہے کہ انہوں نے کہا اور لوگ سور ہے تھے) آپ نے قادر بھیج کر لوگوں کو حکم دیا: لَا تُبَقِّيَنَّ فِي رَقْبَةٍ بَغِيرِ قَلَادَةٍ مِنْ وَتَرْ أَوْ تَلَوْ إِلَّا قُطِعَتْ۔

”تعویذ اور معوذ اتنبویہ“
 ”کسی اونٹ کی گردن میں تانت کی مالا یا کوئی بھی مالا ہرگز باقی نہ رہے بلکہ
 کاٹ دی جائے۔“ [مسلم، کتاب الملباس: ۲۱۱۵]

امام مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: عرب لوگ اونٹ کے گلے میں نظر بد سے بچنے
 کے لیے تانت کی مالا ڈال دیتے تھے۔

○ معلوم ہوا کہ سواری کو نظر بد سے بچانے کے لیے اس کے گلے میں کوئی مالا،
 دھاگا، تعویذ وغیرہ ڈالنا جائز نہیں ہے۔

○ اس طرح کار، ٹرک، بس وغیرہ پر جوتے لٹکانا، کالے پراندے لٹکانا، ہندیا
 لٹکانا یا کوئی چیز نظر بد سے بچنے یا حادثات سے بچنے کے لیے لٹکانا جائز نہیں ہے۔
 سیدنا رُوفیع بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 اے رویفع! شاید میرے بعد تمہاری زندگی لمبی ہو توم لوگوں کو بتا دینا کہ جس
 نے اپنی داڑھی میں گرہ لگائی یا تانت کا پٹا پہننا، یا جانوروں کے گوبرا اور ہڈی سے
 استنجا کیا تو محمد ﷺ اس سے بری ہیں۔

[مند احمد: ۱۰۸/۳ - نسائی: ۷۴ - ابو داؤد: ۵۰۶]

○ معلوم ہوا کہ نظر بد سے بچنے کے لیے ایک انج کا دھاگا لٹکانا بھی شرک ہی کی
 ایک قسم ہے الہذا اس سے پوری طرح بچنا چاہیے۔

○ جو شخص تعویذ باندھتا ہے یا نظر بد، جادو، بیماری سے بچنے کے لیے کوئی اور چیز
 پہنتا یا اپنے پاس یا اپنے گھر میں رکھتا ہے اس شخص کی رسول اللہ ﷺ روزِ قیامت
 شفاعت نہیں کریں گے۔

اب یہ ہمیں خود سوچنا چاہیے کہ ہم امت محمدیہ ﷺ کے اندر شامل رہنا چاہتے
 محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعویذ اور معوذت نبویہ

ہیں یا تعویذوں اور دم وغیرہ کے چکر میں پڑ کر انپنے محبوب نبی ﷺ کی بیزاری مول لینا چاہتے ہیں، ایسی بیزاری جس کا انجام جہنم ہے اور رب کریم کو بھی بیزار کر دینے کا سبب ہے۔

تعویذ لٹکانے والے شرک کی نوعیت:

علماء نے اس پر بھی بحث کی ہے کہ تعویذ باندھنا یا لٹکانا کس نوعیت کا شرک ہے، شرکِ اکبر ہے یا شرکِ اصغر؟

کتاب التوحید کے شارح لکھتے ہیں: جس شخص نے چھلہ یا دھاگہ وغیرہ کسی مصیبت کے آنے سے پہلے مصیبت کو روکنے کے لیے یا اس مصیبت کے آنے کے بعد اس کوٹانے کے لیے پہنانا تو اس نے شرک (اصغر) کیا، اگر وہ انہیں بذاتِ خود آفت نالنے والا سمجھے تو یہ شرکِ اکبر ہو گا۔

۔۔۔۔۔ اگر چھلے، دھاگہ وغیرہ کو یہ سبب سمجھ کر پہنا کہ اس سے تکلیف نہیں آتی یا اس سے تکلیف دور ہو جائے گی تو یہ شرکِ اصغر ہے۔

[القول العدید فی شرح کتاب التوحید]

اشیخ عبدالعزیز ابن باز رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: اگر تعویذ وغیرہ میں شیطانوں کے نام ہوں یا ہڈیوں، رسمخواوں اور کیلووں کے تعویذوں یا طسمات یعنی حروف مقطعات وغیرہ ہوں یا ان سے مشابہ کوئی اور چیز ہو تو ایسا کرنا شرک اصغر ہے اور اگر انہیں استعمال کرنے والا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کے حکم کے بغیر یہ تعویذ یا نقش وغیرہ اس کی حفاظت کریں گے یا یماری اور مصیبت کوٹال دیں گے تو یہ شرکِ اکبر ہے۔

[ایمان کا راستہ عنوان تعویذ اور عقیدہ توحید از مطبوعہ الفرقان ٹرست]

مسلمانوں کی اکثریت جو تعویذ، گٹ وغیرہ استعمال کرتی ہے، ان سب کا زبانی دعویٰ یہی ہے کہ وہ اصل قادر اور اصل نجات دینے والا تو اللہ ہی کو سمجھتے ہیں لیکن ان چیزوں کو اللہ نے تاثیر دی ہے کہ ان کو استعمال کرنے سے شفا اور نجات ملتی ہے یا انسان بیماری اور مصیبت سے بچ جاتا ہے۔

ایسا کہنے والوں میں سے اکثر صرف یہ کہتے ہیں جب کہ عملاً حال یہ ہے کہ وہ انہی چیزوں کو پورے طور پر نجات یا شفادینے والا اور حفاظت کرنے والا سمجھتے ہیں۔

بعض ذرا زیادہ ذہین اور طبائع لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ جس طرح دعا اعلان کے لیے استعمال کی جاتی ہے اسی طرح ہم ان تعویذوں، کوڑیوں اور نقوش وغیرہ کو استعمال کرتے ہیں۔

ان لوگوں کی یہ دلیل اس لیے غلط ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اور نبی اکرم ﷺ نے جائز اور ناجائز دونوں ذرائع علاج کھول کر بتا دیے ہیں۔ چنانچہ ایک شخص نے شراب سے علاج کرنے کا آپ سے پوچھا تو آپ ﷺ نے اسے منع کر دیا۔ اس نے دوبارہ پوچھا اور کہا: اے اللہ کے بنی! یہ تو دوا ہے؟ آپ نے فرمایا: ولکھناداء ”لیکن یہ (شراب) تو خود بیماری ہے۔“

[ابوداؤد: ۳۸۷۳ مسلم: ۱۹۸۲]

اور یہی بات آپ نے اس شخص سے فرمائی جس نے در در تج کو دور کرنے کے لیے تانبے کا کڑا یا چھلا پہنا ہوا تھا۔ فرمایا: اسے نکال دو کیوں کہ یہ بیماری ہی کو زیادہ کرے گا اور اگر تم اس حال میں مر گئے اور یہ تمہارے جسم پر باقی رہا تو تم کبھی محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کامیاب نہیں ہو گے۔ [مترک حاکم مختصر آنکتاب الطب: ۷۵۰۲]

گویا حرام طریق علاج ہونے میں دونوں کا حکم ایک ہے البتہ تعویذ اور مسکے غیرہ حرام طریق علاج ہونے کے ساتھ ساتھ شرک بھی ہیں، اس لیے اس کے استعمال سے گناہ کی علیینی حرام علاج کی نسبت کئی گناہ بڑھ جاتی ہے بلکہ اگر یہ شرک اکبر کی حد تک پہنچ جائے تو دیگر تمام گناہوں کی بھی بخشش کو روک لینے کا سبب بنتی ہے۔ یاد رہے کہ شرک اصغر بار بار کیا جائے تو یہ بھی شرک اکبر بن جاتا ہے جس طرح صغیرہ گناہ مسلسل کرتے رہنے سے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔

[تفصیل کے لیے دیکھیے: غیر محبوس شرک]

اکثر چیزوں کے متعلق ہمیں علم اور تجربہ ہے کہ وہ مقصد کے حصول کا ذریعہ ہیں مثلاً کھانا بھوک مٹانے کا، پانی پیاس بخانے کا، رسی اور ڈول کنویں سے پانی نکالنے کا، علم حاصل کرنا جہالت دور کرنے کا، دوا یا بماری ختم کرنے کا، بادل بارش برنسے کا ذریعہ ہیں۔ غرض پوری دنیا کا سلسلہ عالم اسباب کے ذریعے چل رہا ہے، ہمیں یہ تمام اسباب نظر آتے ہیں، یا ہم بار بار تجربہ کر کے انہیں سیکھتے ہیں مثلاً دوا ڈول اور مختلف علاج کا تجربہ کرنا اور پھر کسی دوا یا علاج کو کسی بیماری سے شفا کے لیے متعارف اور استعمال کروانا۔

رب کریم نے ان تمام اسباب سے فائدہ اٹھانا، ان کا علم حاصل کرنا اور تجربے و مشاہدے کے ذریعے مزید اسباب کا کھونج لگانا یہ سب جائز اور ضروری قرار دیا ہے۔ مثلاً ایک شخص بھوکا ہے تو اسے خوراک کے حصول کی کوشش کرنی ہو گی اور اسے قابل استعمال بنانے اور منہ تک لے جانے کا تردود تکلف بھی کرنا ہو گا،

اگر زبان، دانت، تالو، گلا خراب ہو جائیں تو بھی وہ خوراک منہ تک لے جانے کے باوجود نہیں کھا سکے گا کیوں کہ زبان، دانت، تالو، گلا خوراک کھانے کا ذریعہ اور سبب ہیں۔

شریعت نے ضروریات پوری کرنے کے لیے جن ذرائع کو ناجائز قرار دیا ہے انہیں استعمال کرنا، بے وقوفی اور اللہ کی نافرمانی ہے۔ چاہے وہ بظاہر ضرورت پوری کرنے کا سبب ہوں مثلاً شراب کے ذریعے پیاس بجھانا، سور کا گوشت کھا کر بھوک مٹانا، رشوت، سودا اور چوری کا مال استعمال میں لانا وغیرہ۔

کسی ضرورت یا منافع کے حصول کے لیے جو چیزیں ظاہری سبب ہی نہیں ہیں انہیں استعمال کرنا پر لے درجے کی حماقت ہو کل کے منافی اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی حکم عدویٰ ہے۔

نیز ایسا کرنا گویا یہ باور کرنا اور کروانا ہے کہ نعوذ باللہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ علم نہیں تھا کہ یہ خیالی اور سبب نظر نہ آنے والی چیزیں بھی مصیبت دور کرنے، حاجت پوری کرنے یا نفع حاصل کرنے کا سبب بن سکتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی چیزوں کا استعمال شرک کی ذیل میں آ جاتا ہے۔

جو چیز کسی حاجت کو پورا کرنے کا شرعی اور مادی سبب ہے اسے بھی فی نفس حاجت پوری کرنے پر قادر سمجھنا یا یقین کرنا شرک ہے جب کہ جو چیز سبب ہی نہیں اسے حاجت پوری کرنے کا سبب سمجھ لینا اس سے بھی بڑا شرک ہو گا۔

یاد رہے کہ خیالی اور ممنوع چیزوں سے اگر پناہ حاصل کی جائے اور مطلوبہ مقصد بظاہر کی نہ کسی درجے میں حاصل بھی ہو جائے تو بھی اس کا یہ مطلب نہیں کہ

یہ چیز شرک کی حامل نہیں ہے بلکہ یہ شرک ہی ہے۔ [فیہ مسائل]

امام ابن قیم اور علمائے حدیث نے مذکورہ اساب کو دو قسموں میں تقسیم کیا ہے:
 (۱) شرعی اساب: جنہیں اللہ تعالیٰ نے بذریعہ نص قرآنی یا بذریعہ حدیث نبوی
 شرعی حیثیت دی ہے جیسا کہ دعا کرنا، مشرع و مسنون دم کرنا۔

(۲) فطری اساب: جن کے ساتھ ان کی تاثیر کی ایسی واضح مناسبت ہے کہ لوگوں
 میں ان کا ادراک حسی اور عقلی طور پر عام اور معروف ہے، جیسے پانی پیاس بجھانے
 اور کپڑا سردی سے بچانے کا سبب ہے، اسی طرح دوائیں ان جراثیم پر اثر انداز
 ہوتی ہیں جو بیماری کا سبب بنتے ہیں۔

رہے! ریٹھے، گھوگھئے، مسکے، کوڈیاں، دھاگے، ان کی گرہیں، ہڈیاں، تو یہ بے
 جان اور بے اثر چیزیں ہیں، ان کی مثال تو بتوں کی اسی ہے نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے،
 نہ کسی کو بچاتے اور نہ ہی کسی موزی کو بھگانے پر قادر ہیں، نفع و نقصان پہنچانا ان کے
 بس میں ہی نہیں ہے۔ یہ تمام اختیارات تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے پاس ہیں، وہی
 حقیقی نافع اور ضار ہے۔ سمع و بصیر اور علیم و خیر ہے، وہ قادر و ستار ہے، معطی و مانع
 ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

إِنْ يَمْسِسُكُ اللَّهُ بِضُرٍّ فَلَا يَشْفَلَهُ إِلَّا هُوَ وَإِنْ يَمْسِسُكُ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ [الانعام: ۷۸]

”اگر اللہ تمہیں کسی قسم کی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی نہیں جو تم سے اس
 تکلیف کو دور کر سکے اور اگر وہ تمہیں کوئی بھلاکی عطا کرے تو وہ ہر چیز پر قادر
 ہے۔“

وَالَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُوَيْهِ مَا يُمْلِكُونَ مِنْ قُطْمِيرٍ إِنْ تَدْعُوهُمْ لَا يَسْمَعُونَ دُعَاءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوا مَا أَسْتَجَابُوا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيَمةِ يَكْفُرُونَ بِشِرِّكُمْ وَلَا يُنْبِئُكُمْ مِنْ قُلْ خَبِيرٌ۔ [الفاطر: ۱۲، ۱۳]

”جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے بھی مالک نہیں اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمہاری پکار کو نہیں سن سکتے۔ اگر بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری پکار کا جواب نہیں دے سکتے اور قیامت کے دن تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرح کوئی خبر نہیں دے سکتا۔“

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيهِتْ عَلَيْهِمْ أَيْتَهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ [الأنفال: ۲]

”چے اہلِ ایمان تو وہ لوگ ہیں جن کے دل اللہ کا ذکر کرن کر لرز جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کے سامنے پڑھی جاتی ہیں تو ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ اور توکل ایمان کے لیے شرط ہے۔“

وَعَلَى اللَّهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُوْمِنِينَ۔ [المائدہ: ۲۳]

”اور اللہ ہی پر بھروسہ کرو اگر تم موسن ہو۔“

رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے لڑکے میں تجھے چند کلمات سکھاتا ہوں (اے یاد رکھنا) اللہ کو یاد رکھو وہ تمہاری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد رکھو تم اسے اپنے سامنے پاؤ گے۔ جب تم مانگو اللہ ہی سے مانگو اور جب مدد طلب کرو اللہ ہی سے مدد طلب کرو اور یہ یقین جانو کہ

اگر پوری دنیا واے تمہیں نفع پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو تمہیں اتنا ہی نفع پہنچا سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے اور اگر ساری دنیا واے تمہیں نقصان دینے پر قتل جائیں تو اتنا ہی نقصان دے سکیں گے جتنا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے لکھ رکھا ہے۔ قلم اٹھا لیے گئے ہیں اور صحفے خشک ہو گئے ہیں۔

[مند احمد: ۱/۲۹۳۔ ترمذی، صفة القيامة: ۲۵۱۶]

○ معلوم ہوا کہ مدد صرف اللہ سے طلب کرنا چاہیے اور پناہ طلب کرنا بھی مدد طلب کرنا ہی ہے۔

○ دنیا کی کوئی چیز اللہ کے حکم کے بغیر نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی چاہے دنیا بھر کی تمام چیزیں کسی کو نفع یا نقصان پہنچانے کے لیے اکٹھی بھی ہو جائیں۔

○ تقدیر پہلے سے لکھی جا چکی ہے۔

○ مسلمان کو صرف اللہ ہی پر توکل کرنا چاہے۔ اللہ کی پناہ اور مدد کو ٹھکر اکر کسی دھاگے، کاغذ، انسانی الفاظ سے لکھے ہوئے تعویز یا کسی جوتے وغیرہ کی پناہ یا مدد حاصل کرنا انتہائی گھٹیا کام ہے اور رپ اکرم کے اختیار و ارادہ کے سامنے گستاخی بھی۔

توکل کا مطلب ہے: اسباب کی حد تک مکمل تیاری اور وسائل کے استعمال کے لیے اللہ کی ذات پر مکمل بھروسہ کرنا۔ مولانا ظفر علی خاں کا یہ شعر اس کی خوب وضاحت کرتا ہے۔

توکل اس کو کہتے کہ خبر تیز رکھ اپنا
پھر اس خبر کی تیزی کو مقدر کے حوالے کر

تَحْوِيْذُ اُرْسَلَانَوْدَارِ نُبُوْيَه

سیدنا عمرو بن امية صحریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: کیا میں اپنا اوٹ کھلا چھوڑ کر توکل کروں یا باندھ کرو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ باندھ کر توکل کرو۔ [ترمذی: ۲۵۲۲: حدیث ضعیف ہے]

شیخ سلیمان بن عبد اللہ بن محمد بن عبدالواہب شرح کتاب التوحید میں لکھتے ہیں:

توکل کی دو قسمیں ہیں:

(۱) ایسے کاموں میں غیر اللہ پر توکل کرنا، جس کی طاقت اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں ہے جیسے وہ لوگ جو مدد، امان، شفاعت اور روزی جیسے مقاصد کی برآمدی کے لیے فوت شدہ بزرگوں اور طاغوت پر بھروسہ کرتے ہیں تو یہ شرک اکبر یعنی بڑی قسم کا شرک ہے، کیوں کہ اس طرح کے سارے کاموں پر صرف اللہ ہی کو قوت و قدرت حاصل ہے کسی اور کو حاصل نہیں ہے۔

(۲) ظاہری اور رسمی اسباب کے پیش نظر بھروسہ کرنا، جیسے جو شخص بادشاہ اور حاکم وغیرہ ہے اس پر ان معاملات میں بھروسہ کرنا جن پر اللہ نے بادشاہ وغیرہ کو اختیار دیا ہے، مثلاً داد و دہش کرنا، اور ظاہری خطرات کو روکنا تو یہ شرک خفی یعنی پوشیدہ شرک ہے.... اس کی مثال یوں ہے کہ کسی نے کسی شخص کو اپنا وکیل مقرر کیا، مناسب یہ ہے کہ وہ اس وکیل پر اسی حد تک بھروسہ کرے جس حد تک اس کو قدرت حاصل ہے اس پر کامل بھروسہ کرنا صحیح نہیں بلکہ کامل بھروسہ اللہ تعالیٰ پر کرے کیوں کہ وکیل کو جس کام کی وکالت سونپی ہے اس کو آسان کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔



قرآنی تعویذ کو جائز کہنے والوں کا موقف

ہمارے معاشرے میں چند لوگ ایسے بھی ہیں جو مشرکانہ اور جاہلانہ تعویذ تو نہیں کرتے، لیکن قرآنی تعویذ کو جائز قرار دیتے ہیں۔ قرآنی تعویذ سے مراد ایسا کاغذ، لکڑی، دھات کی تختی وغیرہ ہے جس پر قرآن حکیم کی سورتیں اور آیات، مسنون دعائیں، اسمائے حسنی، حروف مقطعات وغیرہ لکھے ہوں یا ان کے اعداد نکال کر لکھ دیے جائیں اور انہیں کسی مریض کے لئے میں، بازو پر، ران یا کمر پر، کسی صاف کپڑے یا چمڑے یا چاندی، سونے اور لوہے کے لاکٹ میں بند کروا کر باندھ لیا جائے۔ نیز یہ لوگ دوسروں کو تعویذ دیتے بھی ہیں اور بعض اس پر اجرت بھی لیتے ہیں۔

بعض لوگ قرآنی آیات، حروف مقطعات، سورتوں کے نام یا ان کے اعداد اور نقش بناؤ کر انہیں مریض کو پانی میں گھول کر پلاتے اور اس عمل کو جائز قرار دیتے ہیں۔

جو موحد لوگ ہر طرح کے تعویذ اور منکے، گانے وغیرہ کا انکار کرتے اور قرآن و سنت کے احکام پر عمل کرتے ہیں ایسے لوگ ان کے اس فعل کو بھی غلط کہتے اور قرآنی تعویذ کو ناجائز کہتے ہیں۔ قرآنی تعویذ کو ناجائز کہنے والوں کا موقف کہاں تک درست ہے؟ آئیے قرآن و سنت ہی کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔

دلیل نمبر: ا۔ سیدنا ابوسعید خدری رض سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے چند صحابہ سفر پر تھے، وہ کسی عرب قبیلے کی بستی میں اترے، بستی والوں نے ان کی میزبانی سے انکار کر دیا۔ پھر اسی قبیلے کے سردار کو بچھونے کاٹ لیا۔ انہوں نے ہر طرح علاج کر لیا لیکن افاقہ نہ ہوا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ ان اجنیوں سے جا کر پوچھتے ہیں شاید ان کے پاس کوئی چیز ہو۔ چنانچہ وہ لوگ صحابہ کرام کے پاس آئے اور ماجرا بیان کیا۔ ان میں سے کسی صحابی نے کہا کہ ہاں میں دم کرتا ہوں لیکن تم نے ہماری میزبانی نہیں کی لہذا اجرت مقرر کرو گے تو دم کروں گا۔ چنانچہ بکریوں کے ریوڑ پر بات طے ہو گئی۔ صحابی نے سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تو ایسا لگا کہ مریض بندش سے آزاد ہو گیا ہے، اس کی بیماری دور ہو گئی اور وہ چلنے لگا۔ انہوں نے اجرت (بکریاں) دے دی۔ بعض صحابہ نے عرض کیا، لا ویہ بکریاں تقسیم کر لیں۔ دم کرنے والے صحابی نے کہا: ابھی نہیں، ہم سب رسول اللہ ﷺ نے پاس چلتے ہیں اور آپ سے پورا واقعہ بیان کرتے ہیں، دیکھتے ہیں آپ ﷺ کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ ﷺ نے واقعہ سن کر کہا کہ تم کو کیسے پتا چلا کہ یہ دم ہے۔ پھر فرمایا: تم نے درست کیا، اجرت میں ملنے والی بکریوں کو تقسیم کر دو اور اس میں اپنے ساتھ میرا بھی حصہ لگاؤ۔ [بخاری: ۲۲۷۶۔ مسلم: ۲۰۱۔ ابو داؤد: ۳۲۱۸]

یہ روایت تھوڑے سے الفاظ کے اختلاف کے ساتھ کئی جگہ پر آئی ہے۔

سیدنا عمران بن حصین رض روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”دم صرف نظر بدیں ہے یا زہر پلے ڈنک میں۔“

[ابوداؤد: ۳۸۸۳۔ ترمذی: ۷۰۵]

سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جاہلیت میں دم کیا کرتے تھے۔ ہم نے کہا: اے اللہ کے رسول! آپ کا اس کے بارے میں کیا خیال ہے۔ آپ نے فرمایا:

اعرض على رقاكم لاباس بالرُّقى مالم تكن شركاً
”اپنے دم مجھے بتاؤ، دم کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیہ شرک نہ ہو۔“

[ابوداؤد: ۳۸۸۶ مسلم: ۲۲۰۰]

یہ لوگ ان احادیث سے یہ دلیل لیتے ہیں کہ قرآن حکیم کے تعویذ، اور قرآنی آیات پڑھ کر ایسا کرنا جائز ہے۔ پھونک مار کر بنائے گئے گٹ دھاگے پہننا جائز ہے۔

○ جواب یہ ہے کہ جتنی بھی احادیث دم کرانے، تعویذ لٹکانے یا باندھنے، جادو کا نثرہ کروانے کے لیے آئی ہیں خصوصاً تعویذ لٹکانے سے متعلق ان میں کہیں بھی یہ نہیں فرمایا گیا کہ فلاں قسم کا یا قرآنی آیات کا تعویذ لٹکانا یا باندھنا مستحب ہے۔ جیسے کہ احادیث میں شرکیہ دم جھاڑ کی تومانعت ہے لیکن غیر شرکیہ کلمات سے دم کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔

○ نبی کریم ﷺ سے جو دم یعنی مسنون الفاظ ثابت ہیں ان کا کرنا درست ہے، وہ سب بیک وقت دعا بھی ہیں، دم بھی، استعاذه بھی لیکن جو الفاظ مسنون نہیں ان کے متعلق پہلے تحقیق کی جائے گی کہ وہ شرکیہ یا بد عیہ تو نہیں۔ یہ کام وہی کر سکتا ہے جسے مختلف مذاہب، ان کے شعائر اور رسوم و رواج کے پس منظر کا پتا ہو یقیناً یہ ایک مشکل اور پر خطر کام ہے۔

اس نازک اور مشکل کام کو صرف نبی اکرم ﷺ ہی کر سکتے تھے۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ اپنے دم مجھ پر پیش کرو۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے بعد کسی اور پر بھی دم پیش کر کے ان کے شر کیہ یا غیر شر کیہ ہونے کا پتا چلا لیا کرنا ہذا مسنون کلمات کے بعد اب کسی بھی کلمے کو اپنی مرضی سے دم نہیں بنایا جا سکتا۔

○ شیخ بن شکل بن حمید اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں، کہتے ہیں، میں نے کہا: اے اللہ کے رسول عَلَمْنِی تَعُوِّذُ بِالْقَوْذِیْہِ (مجھے کوئی تعویذ سکھا دیجیے جس کے ذریعے میں پناہ حاصل کیا کروں۔) آپ نے فرمایا: کہیے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَغُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعَنِي، وَشَرِّ بَصَرِي، وَشَرِّ لِسَانِي وَشَرِّ
قَلْبِي وَشَرِّ مِنْبَنِي۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں، اپنے کان کے شر سے بچنے کے لیے، اپنی آنکھ، اپنی زبان، اپنے دل اور اپنی نفسانی خواہشات کے شر سے بچنے کے لیے۔“

[ابوداؤد: ۱۵۵، ترمذی: ۳۳۹۲]

اس حدیث سے درج ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

○ جائز تعویذ سے مراد پڑھنے والی چیز ہے نہ کہ لٹکانے والی چیز۔

○ دعا اور تعویذ ایک ہی چیز ہیں۔

○ اللہ ہی کی پناہ حاصل کرنا چاہیے۔

○ اللہ ہی سے دعا کرنی چاہیے۔

○ مسنون دم اور تعویذ پر ہی اکتفا کرنی چاہیے۔

لہذا قرآنی تعویذ اور نقش لکھنے والوں کو جائز کہنے والوں کا خیال درست نہیں۔

محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

دلیل نمبر: ۲۔ قرآن حکیم میں ارشاد ہے:

وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هُوَ شَفَاءٌ وَرَحْمَةٌ۔ [الاسراء: ۸۲]

”ہم اس قرآن حکیم میں وہ کچھ نازل کر رہے ہیں جو شفا اور رحمت ہے۔“

اس آیت سے یہ پتا چلتا ہے کہ قرآن حکیم میں شفا ہے۔ لہذا بہت سے لوگوں نے اس آیت کا یہ مفہوم لے لیا کہ قرآن حکیم کا تعویذ لکھ کر باندھنے میں شفا ہے اور بعض نے کہا کہ قرآن حکیم کی فلاں فلاں سورتیں اتنی بار... فلاں فلاں وقت پڑھنے سے فلاں کام ہو جائے گا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا شفا حاصل کرنے کا یہ طریقہ قرآن حکیم ہی میں بتایا گیا ہے؟

یا یہ طریقہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث سے ملتا ہے؟ یا خود ساختہ سورتوں اور آیتوں کے خواص اور پڑھنے کے طریقے اور عملیات کرنے کے طریقے احادیث یا اقوال صحابہ سے ملتے ہیں؟

قرآن حکیم میں شہد کو بھی شفا کہا گیا ہے لیکن کبھی کسی نے اسے شفا حاصل کرنے کے لیے اس کا تعویذ بنانے کر باندھا ہے؟

کسی نے اس کا نقش لکھ کر یا گھول کر پیا ہے؟

سب جانتے ہیں کہ شہد کھانے یا پینے کی چیز ہے اور اس میں شفا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو کسی طریقہ سے مریض کو کھلا یا یا پلا یا جائے، ہاں زخم ہو تو اس پر لگایا بھی جا سکتا ہے اور یہی تمام دواؤں اور غذاوں کے ذریعے بیماری کا علاج کرنے کا معروف طریقہ ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم کے بارے میں سب کو یہ علم ہے کہ یہ کلام اللہ ہے، اس کی تلاوت کرنا، اس پر تدبیر کرنا، اس پر غور و فکر کرنا اور اس کی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچانا فرض ہے اور مسلمان بھی اسی طریقے سے اس سے شفا حاصل کرتے ہیں۔

قرآن حکیم ہی میں ایک جگہ ارشاد ہے کہ قرآن حکیم شفاء لِمَا فِي الصُّدُورِ (یعنی جو کچھ سینوں میں ہے اس کے لیے شفا ہے) اور سینے میں شرک، نفاق، کفر، حسد، عجب، نفرت، کینہ، بخل، لامج، تکبر، فخر، وغیرہ ہوتا ہے لہذا قرآن حکیم ان ساری بیماریوں سے اس شخص کو نجات دلادیتا ہے جو اس پر ایمان لے آئے اور اس کی پوری توجہ اور خشوع و خضوع سے تلاوت کرے۔

○ ہاں قرآن حکیم جسمانی بیماریوں کے لیے اس طرح ضرور شفا ہے کہ اس کی تلاوت کرنے سے دل و دماغ میں لاحق پریشانیاں کافور ہو جاتی ہیں، قرآن حکیم کے مضامیں جب ذہن میں گردش کرتے ہیں تو لغوسوچوں سے نجات مل جاتی ہے۔

○ قرآن حکیم کی تلاوت سے حالات کی وجہ سے جو مایوسی پیدا ہوئی تھی وہ اس امید اور یقین میں بدل جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بیماری یا پریشانی دور کر دے گا۔

○ قرآن حکیم کی تلاوت اور اس پر تدبیر کرنے سے دل پر سکینت نازل ہوتی ہے جس سے مستفیض ہو کر جسم بھی صحت مند ہونا شروع ہو جاتا ہے یا پریشانی ختم ہونے لگتی ہے۔

تعویذ اور معوذات نبویہ

○ جو شخص قرآن حکیم کی تلاوت میں مشغول رہے اور اسے دعا کرنے کا وقت نہ مل سکے تو اللہ تعالیٰ بغیر مانگے اس کی وہ حاجت پوری کر دیتا ہے جو اسے لاحق ہوتی ہے۔

○ تلاوت کرنے سے اللہ پر توکل بڑھتا ہے نتیجہ یہ کہ تکلیف کا احساس کم ہوتا ہے۔

○ تلاوت کرتے ہوئے استغفار کی جائے گی تو گناہوں کا بوجھ کم ہونے سے قلب و ذہن کا بوجھ بھی کم ہو گا اور مال و جان و اولاد میں برکت ہو گی زبان تلاوت میں مصروف ہو گی، تو زبان کے گناہ کم ہوں گے اور شفائے زبان حاصل ہو گی۔

○ تلاوت کلام پاک سے اللہ تبارک و تعالیٰ کی اور فرشتوں کی معیت نصیب ہو گی نتیجہ یہ کہ ملکوتی صفات کی طرف قدم بڑھے گا اور یہ بھی شفاء ہی کا ایک پہلو ہے۔

○ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں جسمانی یا باریوں کی شفا کا کوئی مخصوص طریقہ نہیں بتایا تو اس سے تو یہی واضح ہے کہ شفا کے حصول کا طریقہ اس پر ایمان لانا، عمل کرنا، تدبر کرنا اور دوسروں تک اس کتاب ہدایت کو پہنچانا ہے، کیوں کہ اسی کی پورے قرآن مجید میں تاکید گئی ہے۔

دلیل نمبر: ۳۔ بعض اصحاب کا کہنا ہے کہ عائشہ صدیقہ رض بھی قرآن حکیم کا تعویذ لٹکانے کی قائل تھیں۔ انہوں نے فرمایا:

منوع تعویذ وہ ہے جو بلا نازل ہونے سے پہلے لٹکایا جائے جو تعویذ بلا نازل ہونے کے بعد لٹکایا جائے وہ منوع نہیں ہے۔

[متدرک حاکم، کتاب الطہ: ۵۰۶۔ نیتی: ۹/۱۳۵۰]

شیخ محمد بن عبد الوہاب لکھتے ہیں: سیدہ عائشہ رض کا قول بھی جمل ہے یعنی اس میں کوئی واضح بات نہیں کہی گئی لہذا یہ مناسب نہیں کہ اس بنا پر ان کی طرف قرآن حکیم کے تعویذ کا جواز منسوب کیا جائے۔

یہ تو طے شدہ ہے کہ سیدہ عائشہ رض اپنی جاہلیت کے تعویذ وں، ٹوکنوں، دھاگوں وغیرہ کی قائل نہیں تھیں جس کا ثبوت ان کے درج ذیل عمل سے ملتا ہے: ام المؤمنین عائشہ رض کی خدمت میں نومولود لائے جاتے تھے۔ وہ ان کے لیے برکت کی دعا کرتیں۔ ایک دن ایک بچہ لا یا گیا۔ انہوں نے اس کے سر کا تکیہ درست کیا تو اس کے نیچے استرانظر آیا۔ دریافت کیا: یہ کیا ہے؟ گھروالوں نے کہا: جنوں سے محفوظ رکھنے کے لیے ایسا کیا ہے۔ سیدہ عائشہ رض نے وہ استرا پھینک دیا اور ان لوگوں کو ایسا کرنے سے منع کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایسے شگون اور ٹوکنے ناپسند کرتے، انہیں ایسی باتوں سے سخت نفرت تھی... اسی لیے سیدہ عائشہ رض بھی اس سے منع کیا کرتی تھیں۔ [الادب المفرد، باب الطیرہ من الحجۃ للبغاری]۔

اس روایت کے بعد جوان کی طرف کسی غیر قرآنی تعویذ کو منسوب کرے تو اس کا قول باطل ہو گا لیکن جوان کی طرف قرآن کریم لکھ کر یا تعویذ بنا کر گلے میں پہنچنے یا کسی عضو پر لٹکانے کو منسوب کرے اس کا دعویٰ بھی باطل ہے کیوں کہ انہوں نے اس روایت میں قرآن حکیم کے متعلق یہ نہیں کہا کہ اس کے تعویذ لکھ کر باندھنا یا لٹکانا جائز ہے۔

دلیل نمبر: ۳۔ سیدنا عبد اللہ بن عمر و رض کے بارے میں ہے کہ وہ دعائے فزع بچوں کے گلے میں لٹکادیتے تھے اور وہ یہ ہے:

بِسْمِ اللَّهِ أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ غَصَبِهِ وَعِقَابِهِ
وَشَرِّ عَبَادِهِ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ أَنْ يُخْضُرُونَ۔

”اللہ کے نام سے میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کے کلامِ تام کی اس کے غضب اور عقاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوں سے اور ان کے میرے پاس آنے سے۔“ [احمد: ۶۶۹۶ - حاکم: ۱/۵۸۲]

ترمذی: ۳۰۲۸ - المسلاۃ الصحیحہ: ۱/۵۸۵ - صحیح ابو داؤد واللبانی: ۲/۲۷۳]

قرآن حکیم کسی پرچے، کاغذ، لکڑی، چمڑے، دھات وغیرہ پر لکھ کر جسم کے کسی بھی عضو پر باندھنا جائز ہے اور اس میں شرک کی کوئی بات شامل نہیں۔ کیوں کہ یہ صحابی کا عمل ہے۔

○ شیخ حامد الفقی رضی اللہ عنہ اس کے جواب میں لکھتے ہیں: اس روایت میں ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہا پنے بڑے بچوں کو یہ دعا یاد کرادیتے تھے اور چھوٹے بچوں کے لیے تختی پر لکھ کر گلے میں لٹکا دیتے تھے۔

اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ تختی ان کے گلے میں دعا یاد کرنے کے لیے لٹکاتے تھے نہ کہ تعویذ کی حیثیت سے۔ نیز تعویذ کا غذ پر لکھا جاتا ہے نہ کہ تختی پر۔

بڑے بچوں کو یاد کرانا بھی اس کی دلیل ہے۔ [ماشیع فتح الجید فی تحریک التوحید]

○ شیخ البانی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ روایت محمد بن اسحاق کے عنونہ کی وجہ سے اور ان کے مدرس ہونے کی وجہ سے صحیح نہیں ہے۔ [السلۃ الصحیحہ: ۱/۵۸۵]

○ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ جیسے ہی بچہ یاد رکھنے کی عمر کو پہنچے اسے نماز کی طرح دعا کیں زبانی یاد کرادی جائیں گی، اس طرح

معوذاتِ نبویہ بھی اسے زبانی یاد کرائی جائیں یا اس کے گلے میں لکھ کر لشکاری جائے تاکہ وہ اسے دیکھ کر یاد کرتا رہے اور جب وہ کتاب سے دیکھ کر پڑھنے کے قابل ہو تو اس کے گلے سے تختی اتار دی جائے گی، کیا ہم ایسا کرتے ہیں؟

ہمارے یہاں تو بڑے، بوڑھے، جوان، دنیوی یونیورسٹیوں کے سند یافت بھی کئی طرح کے تعویذ اور گٹ لشکارے پھرتے ہیں۔ بہر حال جوان کے لیے قرآنی تعویذ بھی جائز نہیں ہے، عبد اللہ بن عمر رض کے عمل کی وجہ سے جو لوگ اسے پچوں کے لیے جائز سمجھتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ اس حدیث سے جو اصل بات ظاہر ہو رہی ہے یعنی پچوں کو دعا کیں، اذکار اور استغاثہ زبانی یاد کرانا کیا وہ اس کا اہتمام کرتے رہتے ہیں؟۔

○ قرآن حکیم انسان کے سینے میں ہونا چاہیے یا خود اس کی اپنی زبان پر، یہی اس سے حصول شفا کا شرعی طریقہ ہے ورنہ لکھا ہوا قرآن پاک تو ہر مسلمان گھر میں موجود ہوتا ہی ہے، اسے حفاظت کے لیے کافی کیوں نہیں سمجھا جاتا؟

○ علماء کی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہماری لکھنے سے پہلے جھاڑ پھونک کروانا، اور داغنے کا علاج وغیرہ استعمال کرنا اللہ پر توکل کے منافی ہے، ان علمائے کرام نے حدیث عکاشہ کا یہی مفہوم لیا ہے۔ جس میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

میری امت میں سے ستر ہزار آدمی جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو نہ بدشگونی لیں گے، نہ داغنے سے علاج کریں گے اور نہ جھاڑ پھونک کرائیں گے اور اپنے رب پر کامل بھروسہ کریں گے۔ حافظ ابن حجر وغیرہ کا کہنا ہے: اس حدیث میں وہ لوگ مراد ہیں جو تندرستی کی حالت میں

تعویذ اور معوذات نبویہ

بیماری لگنے کے خوف سے ایسا نہیں کرتے البتہ جو لوگ بیماری لگنے کے بعد دو اعلان کریں گے وہ لوگ مراد نہیں ہیں۔ علامہ ابن عبد البر کی بھی یہی رائے ہے۔

[فتح الباری: ۱۷۹/۰۱]

یہ حدیث بھی مسلمان سے یہ تقاضا کرتی ہے کہ وہ جاہلیت میں کیے جانے والے دم جہاڑ کے طریقے، شکون لینا، داغنا اور توهہات میں بتلا ہونا تعویذ ٹوٹنے کرانا، ان سب سے بچ کر رہے۔

قرآنی تعویذ کو جائز سمجھنے کے مزید شرعی نقصانات:

○ شیخ نفع العلیانی لکھتے ہیں:

فساد کے سد باب کے لیے بھی یہ ضروری ہے کہ قرآنی تعویذ استعمال نہ کیے جائیں ورنہ یہ شرکیہ تعویذوں کے ساتھ خلط ملٹ ہو جائیں گے اور شبہ کی وجہ سے شرکیہ تعویذوں سے بھی روکنا مشکل ہو جائے گا۔

اللہ انبی اکرم ﷺ نے جن سورتوں، دعاوں اور آیات کے متعلق کسی دکھ، تکلیف کے لیے بتا دیا انہی پر کفایت کرنا بہتر ہے ورنہ قرآن حکیم کی آیات یاد گیر غیر شرعیہ کلمات کو بطور دم، تعویذ، دعا، ورد پڑھنے کا، یہ اثر ہے کہ:

○ لوگوں کو مسنون دعاوں کا علم نہیں ہے لیکن ہر شخص غیر مسنون ورد، وظیفہ، دعا، استغاثہ، دم بتانے میں پیش پیش ہے، اس میں عالم و جاہل سب برابر ہیں۔

○ رشتہ ہونے کے لیے سورہ مجادہ ۲۳۱ بار پڑھیں۔ آپس میں محبت پیدا کرنے کے لیے یا الطیف کی اتنی تسبیحات کریں۔ بیماری سے نجات کے لیے ایک لاکھ بار اللہ الصمد پڑھیں..... چور پکڑنے کے لیے فلاں اسم پڑھیں.....

- تعویذ اور معوذات نبویہ
- غرض یہ سلسلہ کہیں جا کر نہیں رکتا بلکہ دن بدن لوگ ردے پر رده رکھے ”مجموعہ اور ادو و ظائف“ کی موئی موئی کتاب میں لکھ کر، چھپوا کر، مال خرچ کر کے مفت تقسیم کر کے ثواب دارین اور مردوں کے لیے ایصال ثواب کر رہے ہیں۔
- جو لوگ قرآنی آیات یا کلمات اور اسمائے حسنی کو لکھ کر تعویذ کی صورت میں باندھنے کے قائل ہیں، ان کے اس موقف کی وجہ سے عجیب سی چھڑی پکی ہوئی ہے۔ غور کیجیے!
- یہ لوگ لوح قرآنی کی تختیاں بھی لکھتے ہیں۔
 - شرکیہ تعویذ لکھنے والوں کی طرح زعفران سے لکھنا، مرغ کے خون سے لکھنا، یہاں تک کہ سور کے خون یا پیشتاب سے لکھنے کی نوبت بھی آ جاتی ہے۔
 - تعویذ کے کاغذ پانی میں گھول کر پلاٹے جاتے ہیں۔
 - پانی پر پڑھ کر یا پانی میں تعویذ گھول کرا سے گھروں کے کونوں میں چھڑ کنے کا بتایا جاتا ہے۔
 - لوح قرآنی وغیرہ لکھ کر گھروں میں، دکانوں اور گاڑیوں میں لکھ کر بھی لٹکائی جاتی ہیں، نتیجہ یہ کہ سڑکوں اور چوراہوں پر اس مقصد کے لیے کارڈ اور تختیاں لیے بیچنے والے کھڑے ہوتے ہیں۔
 - باتیں نہیں رکتی۔ اگلا قدم سورتوں، آیتوں، دعاویں اور اسمائے حسنی کے عدد زکاں کر انہیں چوکھے بناؤ کر اسی طرح تعویذ لکھنے جاتے ہیں جس طرح شرکیہ تعویذ لکھنے والے لکھتے ہیں۔
 - پھر اسمائے حسنی، آیات اور سورتوں کے خود ساختہ خواص بتائے جاتے ہیں۔ حتیٰ

کہ ان کی زکاۃ بھی تجویز کی گئی ہے اور تعویذوں کی کتابوں میں اس کا عام تذکرہ ہے۔

○ یہ پابندی بھی لگائی گئی ہے کہ صرف وہی شخص ان تعویذوں کو لکھ سکتا ہے جو عامل یعنی مختلف وردو طفیلے کر کے عامل کے مقام پر پہنچا ہو، عام آدمی ایسا کرتے تو یہ سب کچھ انسان کی جان کو نقصان پہنچانے کا باعث بن جائے گا۔

○ شیطان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ خود ساختہ دعا کیں، درود، وظیفے اور تعویذ عام ہو جائیں۔ چنانچہ لوگوں کو خود ساختہ چیز جلد یاد ہوتی ہے، ان تک آسانی سے پہنچ جاتی ہے، وہ اس سے بہت متاثر ہوتے ہیں، ان کے ذہن اس کی تاثیر کے قائل ہو جاتے ہیں، ان کے جسم اور زبانیں اس کو پڑھنے کی عادت کے پابند ہوتے اور پڑھنے میں لطف محسوس کرتے ہیں۔

○ قرآنی تعویذ کی آڑ میں طمع پرست عاملوں اور تعویذ گذرا کرنے والوں نے کتنی ہی باتیں حدیث اور سنت کہہ کر پھیلا رکھی ہیں اور عوام ان کو صحیح سمجھ کر ان کو استعمال کر رہے ہیں۔ یہاں تک کہ تعویذوں کے حق میں یہ درود بھی گھڑلیا گیا ہے:

”دَلَالَاتُ الْخَيْرَاتِ“ کے مولف ”یوم احمد“ طمع بولاق کے ساتویں حزب کے صفحہ ۱۱۱ میں نقل کرتے ہیں:

اللَّمَ صَلَّى اللَّمَ وَعَلَى آلِ اللَّمِ مَا سُجِّعَتِ
الْحَمَائِمُ حَامِتُ الْحَوَائِمُ وَسَرَحَتِ الْبَهَائِمُ وَنَقَعَتِ التَّمَائِمُ۔
”اَے اللَّهُمَّ اور آلِ محمدٍ پر اس وقت تک حمتیں نازل فرماجب تک کبوتر
بولتے رہیں چڑیاں اڑتی رہیں، جانور چڑنے جاتے رہیں اور تعویذ فائدہ دیتے
رہیں۔“ [اسسلة الاحادیث الصحیحہ: ۲۹۲]

قرآنی آیات کی بے حرمتی:

قرآنی تعویذ کو جائز سمجھنے ہی کا یہ نتیجہ ہے کہ

○ لوگ قرآنی تعویذ کو پہنے پہنے بیت الخلا میں جاتے ہیں۔ فیضان اکبر لکھتے ہیں: اگر کسی مسلمان کو کہا جائے کہ قرآن کو چھڑے میں سی کر (یا بند کر کے) بیت الخلا میں رکھ دو تو وہ انکار کر دے گا (بلکہ ممکن ہے اس پر ارتاداد یا تو ہیں کافتوئی لگ جائے) لیکن وہ شخص تعویذ گلے میں لٹکائے بیت الخلا میں جاتا ہے۔

○ قرآنی تعویذ پہنے پہنے بیوی سے مقاربت کرتا ہے۔

○ اگر کسی کو کہا جائے کہ قرآن حکیم کو پکڑ کر جھوٹ بولو، گالی دو، چوری کرو وہ بالا را دہ ایسا نہیں کرے گا لیکن قرآنی تعویذ کو باندھے ہوئے وہ ہر طرح کے گناہ کرتا ہے۔

○ قرآن حکیم کی آیات جانوروں کے خون سے بھی لکھی جاتی ہیں اور خون حلال جانور کا بھی حرام ہے گویا یہ بھی قرآن حکیم کی بے حرمتی کا ایک پہلو ہے۔

○ قرآنی تعویذ کو جائز کہنے والوں کی آڑ لے کر اکثر لوگ نوری علم، روحانی علم، قرآنی علاج کی دکانیں لگائے بیٹھے ہیں اور خوب کار و بار کر رہے ہیں۔

○ شیخ علی نفع العلیانی لکھتے ہیں: معنی سمجھے بغیر قرآن پاک اٹھائے پھرنا گمثیل الحِمَارِ يَخْمِلُ آسْفَارًا گدھے کی طرح جو کتابیں اٹھائے ہوئے ہو۔ کے تحت آ جاتا ہے۔ نہ یہ جانتے اور سمجھتے ہیں کہ اس میں کیا حکم ہے؟ نہ ہی عقیدہ اس کے مطابق ہوتا ہے، نہ ہی عمل ہوتا ہے۔

○ شیخ علی نفع العلیانی لکھتے ہیں: قرآنی تعویذ کے جائز اور ناجائز ہونے پر فتوئی

ہے، بعض نے جواز کا اور بعض نے ناجائز کافتوں کی دیا ہے۔

تعویذ لٹکانے میں فتنہ ہے جس کا ذکر پیچھے گزر چکا اور لٹکانے میں کوئی شرعی و عملی ضرورت متقارضی نہیں لہذا نہ لٹکانا بہتر ہے۔
صحابہ کرام کا تعامل:

جناب ابراہیم خنفی فرماتے ہیں: (وہ صحابہ کرام اور تابعین) ہر طرح کے تعویذ کو مکروہ جانتے تھے خواہ قرآن سے ہوں یا غیر قرآن سے۔

[مصنف ابن ابی شیبہ: ۷/۸۳، ۸۳]

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ، سیدنا عقبہ بن عامر الجہنی رضی اللہ عنہ، سیدنا ابن حکیم رضی اللہ عنہ، سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مردی روایات گزشتہ سطور میں گزر چکی ہیں۔

جب کہ امام ابراہیم خنفی، امام احمد بن حنبل، ابن العربي، شیخ عبدالرحمٰن بن آل حسن آل شیخ، شیخ سلیمان بن عبد اللہ، شیخ عبدالرحمٰن سعدی، حامد الفقه، شیخ البانی، شیخ ابن باز، وغيرہ ماسب کا موقف یہ ہے کہ قرآن حکیم کے تعویذ لکھنا اور لٹکانا جائز نہیں ہے۔

ہمارے ہاں پاکستان میں بعض دیوبندی اور حنفی علماء نہ صرف قرآنی تعویذوں کے قائل ہیں بلکہ ان کے اعداد نکال کر ان سے بھی نقش لکھ کر تعویذ بناتے ہیں۔ زعفران، جانور کے خون، نکیر کے خون سے بلکہ پیشاب سے بھی قرآنی تعویذ اور سورتیں برائے علاج لکھنے کو جائز کہتے ہیں جب کہ اہل حدیث حضرات میں سے بعض قرآن حکیم کی آیات کے ورد وظیفے کرنے، آیاتِ شفا کو پڑھ کر دم کرنے اور

تَعْوِيذُ اَوْ مَعْوِذَاتُ نَبِيِّ يَهُودٍ

قرآنی عبارتوں کے تعویذ لکھنے کے بھی قائل ہیں چنانچہ مولانا عبد اللہ عفیف ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: نواب صدیق حسن خان، حافظ محمد لکھوی، حافظ عبد اللہ روپڑی اور حافظ محمد گوندلوی قرآنی تعویذ کے جواز کے قائل ہیں۔

[۷] [۱۳۳۳] هفت روزہ الاعتصام شمارہ ۱۳ جمادی الاولی

علماء کو چاہیے کہ وہ اس فتنے کا سدہ باب کرتے ہوئے ہر قسم کے تعویزوں کا کام بند کریں اور ان سے عوام کو بچنے کی تلقین کریں۔

عوام یا تو سید ہے سادے ہوتے ہیں یا پھر اور مطلب پرست بھی ہوتے ہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ اپنے خاصے بظاہر عالم آدمی قرآنی تعویذ لکھ کر دے رہے ہیں تو وہ منع کرنے والے کو خواہ مخواہ غلط سمجھنے لگتے ہیں اور اپنے زعم میں جائز تعویذ لیتے لیتے ناجائز تعویذ کے چکر میں بھی پڑ جاتے ہیں۔

ہمارے ہاں اکثریت تعویزوں، جنوں اور جادو کے وہم میں مبتلا ہے۔ یہاں ہو، رشتہ نہ ہو، میاں بیوی یا بہن بھائی میں جھگڑا ہو جائے، بچے نافرمان ہو جائیں، بچوں کو پڑھنے کو جی نہ چاہے، جھٹ یہ نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ کسی نے کچھ کیا ہوا ہے۔ اور یہ کہ کسی عامل، اہل حدیث عالم، صرف قرآنی علاج کرنے والے یا روحانی علاج کرنے والے سے رجوع کرنا چاہیے یوں بظاہر بڑے بڑے ایمان دار تعویزوں اور ظیفوں کے جال میں پھنس جاتے ہیں۔ لیکن اپنے عمل کی اصلاح اور گناہ سے بچنے کی طرف نہیں آتے جس کی وجہ سے یہ مشکلات اور جھگڑے پلے پڑ جاتے ہیں۔

○ اگر کوئی مباح کام معاشرے کے بگاڑ کا سبب بن رہا ہو تو اسے بھی ترک نہ

دینا واجب ہو جاتا ہے۔ فرض کیجیے چند علماء کے خیال میں قرآنی تعویذ لکھنا یا باندھنا مباح بھی ہو تو اس کی وجہ سے لوگوں کے عقائد و اعمال میں جو بگاڑ آ رہا ہے، وہ بھی اس بات کا متقاضی ہے کہ قرآنی تعویذ لکھ کر باندھنے کا سلسلہ پوری طرح بند کر دیا جائے اور لوگوں کو مسنون دم، دعا، تعویذ و تعوذ کی طرف مائل کیا جائے۔ [مزید تفصیل کے لیے دیکھئے جادو اور آیب سے بچاؤ کے تھمار]

کیا قرآنی تعویذ کرنا شرک ہے؟

قرآنی تعویذ کرنے کو شرک نہیں کہا جائے گا کیوں کہ اس کا کرنے والا کوئی بھی شرک یہ فعل نہیں کرتا بلکہ یہ ایک ایسا فعل ہے جس کے کرنے کی دلیل سنت سے ثابت نہیں اور اسی بات پر توقف کیا جائے گا۔ اسے شرک یہ یا کفر یہ فعل کہنا درست نہیں۔
اللہ تعالیٰ ہمیں ہر قسم کے شرک سے بچائے۔ آمین



معوذاتِ نبویہ

گزشتہ دلائل سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ جائز اور مسنون تعلیم اللہ کی ذات، اللہ کے نام اور اللہ کے کلمات کے ذریعے کسی چیز کے شر سے بچنے کے لیے اللہ ہی کی پناہ طلب کرنا ہے۔ قرآن و سنت میں اس کے لیے لفظ تعلوٰ، استعاذه، تعلیم اور معوذات استعمال ہوئے ہیں۔

آئیے! اب ہم یہ دیکھیں کہ نبی اکرم ﷺ نے مصنوعات و مخلوقات نیز مختلف افعال و اعمال انجام دیتے ہوئے ان کے شر سے بچنے کے لیے کن الفاظ میں استعاذه کیا ہے۔

شرک سے بچنے کا استعاذه:

(۱) سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک روز ہمیں رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! اس شرک سے پچھوچیوٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی ہے تو ایک شخص نے جسے اللہ نے توفیق دی، عرض کیا: اے اللہ کے رسول ہم اس کیفیت سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: تم یہ پڑھا کرو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُشْرِكَ بِكَ وَأَنَا أَعْلَمُ، وَأَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا أَعْلَمُ۔

[صحیح البخاری: ۲۳۳، رقم: ۳۷۳۱۔ صحیح الترغیب والترہیب: ۱۹، رقم: ۳۰۳]

”اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ میں آتا ہوں کہ میں جانتے ہوئے

کسی کو تیرا شریک کھہ راؤں اور میں آپ سے اس (شرک) کی معافی چاہتا ہوں جو میں نہیں جانتا۔“

یہ دعاجم کے صینے کے ساتھ اس طرح بھی ہے:

(۲) اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ نُشَرِّكَ بِكَ شَيْئًا نَعْلَمُهُ
وَلَا سَتَغْفِرُكَ لِمَا لَا نَعْلَمُ.

”یا اللہ ہم تیری پناہ چاہتے ہیں اس بات سے کہ جانتے بوجھتے کسی کو تیرے ساتھ شریک کریں اور ہم تجھ سے اپنے اس شرک کی بھی مغفرت طلب کرتے ہیں جس کا ہمیں علم نہیں ہے۔“ [احمد: ۳، ۳۰۳، ۱۹۴۶۔ ابن ابی شیبہ: ۳۰۱۴۳]

وضاحت:

شرک کی بعض صورتیں تو ظاہر ہیں لیکن بعض صورتوں کو عام آدمی نہیں جانتا اس لیے وہ آن جانے میں بہت سے شرکیہ الفاظ یا شرکیہ کام کر گزرتا ہے۔ اس استعاذه میں شرک کی تمام صورتوں سے بچنے کی التجاء کی گئی ہے۔ ان جانے شرک کو شرک مخفی یا شرک اصغر بھی کہتے ہیں جس میں کئی امور شامل ہیں مثلاً ریا کرنا، ”جو اللہ چاہے اور تم چاہو،“ کہنا۔ زمانے کو برا کہنا، ہوا کو گالی دینا، مزاروں پر حصول برکت کے لیے جانا، کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، غیر اللہ کی نیاز دینا، سیاروں، ستاروں، پتھروں اور ہاتھ کی لاکیروں وغیرہ میں دل چسپی لیتا اور انہیں انسانی قسمت پر اثر انداز سمجھنا، فال نکلوانا، کسی کو اللہ کا لاذلا کہنا، وغیرہ۔ اگر ان میں سے کسی بھی قسم کا شرک کر بیٹھیں تو مذکورہ دعا اس کا کفارہ بھی ہے اور حصول توبہ کا ذریعہ بھی۔ اگر یہ استعاذه گھرے شعور کے ساتھ دھراتے رہیں اور اپنے عمل کو شرک سے محفوظ رکھنے کی

تعویذ اور معوذات نبویہ

کوشش کریں تو اس کے انسانی کردار پر بہت پائیدار اثرات مرتب ہوتے ہیں۔
شرکِ خفیٰ کے لیے مزید تفصیل جاننا چاہیں تو دیکھیے کتابچہ: غیر محسوس شرک، مطبوعہ
مشریعہ علم و حکمت

(۲)۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوءِ الْأَخْلَاقِ۔

[سنن نسائی: ۵۲۷۳]

”اے اللہ! میں یقیناً تیری پناہ مانگتا ہوں حق کی مخالفت کرنے سے، نفاق اور
برے اخلاق سے۔“

(۳)۔ اللَّهُمَّ ظِهِّرْ قَلْبِي مِنَ التِّفَاقِ وَعَمِلِي مِنَ الرِّياءِ وَلِسَانِي مِنَ
الْكَذِبِ وَعَيْنِي مِنَ الْخِيَانَةِ فَإِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةً الْأَعْدَى وَمَا تُخْفِي
الصَّدُورِ۔

”اے اللہ! امیرے دل کو نفاق سے عمل کو ریا سے، زبان کو جھوٹ سے اور
آنکھ خیانت سے پاک کر دے، بے شک تو آنکھ کی چوری اور سینوں میں چپھی
باتوں کو جانتا ہے۔“ [مشکوہ المصالح لالبانی: ۲۵۰۱]

وضاحت:

اس استغواہ پر غور کیجیے: نفاق، ریا، جھوٹ، آنکھ کی خیانت سے بچنے کی اتجاء
کی گئی ہے۔

ریا سے مراد عبادات میں دکھاؤ کرنا ہے تاکہ لوگ آدمی کی واہ واہ کریں،
اسے بہت نیک سمجھیں اور لوگوں میں اس کی نیکی کا چرچا ہو۔ نبی اکرم ﷺ نے
فرمایا: جو لوگوں کو دکھانے کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ (روز قیامت) اس کا عمل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعویذ اور معوذات نبویہ
دکھادے گا اور جو شخص شہرت کے لیے عمل کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عمل (لوگوں کو) سنوا دے گا۔

جمحوٹ بدترین عادت ہے، یہ چاہے بلکہ درجے کا ہو یا بڑے پیمانے پر دونوں صورتوں میں کبیرہ گناہ ہے۔

آنکھ کی خیانت: یہ ایک ایسی خیانت ہے جسے اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں پکڑ سکتا، اس میں درج ذیل امور شامل ہیں: نامحرم کی طرف دیکھنا۔ دوسروں کے مال کو اس خیال سے تاکنا کہ موقع ملنے پر چرالیا جائے یا دھوکہ دہی سے حاصل کر لیا جائے۔ گھروں کے اندر اجازت لیے بغیر جھانکنا۔ نامحربوں کی تصاویر دیکھنا۔ فی وی اور نیٹ پر فخش تصاویر اور مناظر دیکھنا۔ کسی دوسرے کی ستر کی جگہیں دیکھنا۔ آنکھ کی خیانت سے زیادہ گہری دل کی خیانت ہے جس پر کوئی خبردار نہیں ہو سکتا سوائے اللہ کی ذات کے۔ آنکھ کے شر سے بچنے کے لیے دعا رقم: ۳۸ اور دعا رقم: ۷۷ بھی پڑھا کیجیے۔

(۵)۔ کمرہ ہونے سے بچاؤ کی دعا:

اللَّهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ أَمْتَثُ، وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ، وَإِلَيْكَ
أَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَّمْتُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِعِزَّتِكَ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ
تَضَلِّلُنِي، أَنْتَ الْحُكْمُ الَّذِي لَا يَمْنُوتُ، وَالْجِنُّ وَالْإِنْسُ يَمْنُوتُونَ.

[مسلم: ۲۶۔ بخاری: ۷/۱۴۷۔ مسند احمد: ۳۰۲/۱۔ صحیح الجامع: ۱۳۲۰/۱۰۸۶]

”اے اللہ! میں تیرا تابع فرمان ہوا اور میں تجھی پر ایمان لایا، اور تجھی پر بھروسہ توکل کیا، اور تیری طرف ہی رجوع کیا اور تیری پشت پناہی سے میں لڑتا

ہوں۔ اے اللہ! میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تیرے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور میں اس سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ تو مجھے گمراہ کر دے، تو زندہ وجاوداں ہے جیسے موت نہیں جب کہ جن و انس تو تمام ہی ایک نہ ایک دن مر جائیں گے۔

وضاحت:

ضلالت کا مطلب ہے: کھو دینا، گم کر دینا، بھٹک جانا، گمراہ ہو جانا۔ غور کیجیے! کہیں جا رہے ہوں اور منزل کا راستہ بھول جائیں تو پھر.....؟ شہر یا بستی میں پہنچ کر صاحب خانہ کا نام یا گھر اور محلے کا نام بھول جائیں تو پھر.....؟ سفر کے دوران جیب کی نقدی گم ہو جائے تو پھر.....؟ بیرون ملک اپنے شناختی اور اجازتی کاغذات کھو جائیں تو پھر.....؟ درست سمت کے نشانات غائب ہو جائیں تو پھر.....؟ کسی کام کے کرنے کا طریقہ ہی بھول جائے تو پھر.....؟ ہوش و حواس ساتھ چھوڑ دیں تو پھر.....؟ کوئی راہنمایاٹھگ یا من چلا غلط راہ پر ڈال دے تو پھر.....؟ کیا ہوگا؟ کہاں جائیں گے؟..... نامرادی اور ناکامی یقینی ہوگی۔ اگر اس راہ، اس طریقے، ان نشانیوں کا تعلق صراطِ مستقیم سے ہو، اگر نقدی کی بجائے زاد راہ ایمان عمل ہو، اگر شہر یا بستی آخرت یا جنت ہو، اگر صاحب خانہ کی بجائے مالک الاملاک اور رب الارباب سے ملاقات ہو اور وہ سب کھو جائے جو اس کی لازمی شرط ہے تو پھر کیا بنے گا؟ بے بُسی، گمراہی اور حسرت کی اسی کیفیت سے بچنے کی التجاء پر یہ استعاذه مشتمل ہے۔ اب ذرا اسی تناظر میں (رقم: ۷۷) گھر سے باہر نکلنے کا استعاذه بھی پڑھ لیجیے۔ اس میں بڑے جامع انداز میں گمراہی و جہالت سے بچنے کی دعا کی گئی ہے۔

تعویذ اور معوذات نبویہ

(۶) جناب مسلم بن ابی بکرہ رض کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنے باپ کو نماز کے بعد یہ دعا پڑھتے سنیا:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کفر، محتابی اور عذاب قبر سے۔“

میں بھی یہ دعا پڑھنے لگا۔ ایک دفعہ انہوں نے مجھے کہا: یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے ہیں؟ میں نے عرض کیا: ابا جان! میں نے آپ کو نماز کے بعد یہ کلمات پڑھتے دیکھا ہے لہذا میں نے آپ سے سن کر یاد کر لیے۔ انہوں نے فرمایا: پیارے بیٹے! ان پر پابندی کرنا کیوں کہ اللہ کے نبی ﷺ ان کلمات کو نماز کے بعد پڑھا کرتے تھے۔ [nasai: ۵۳۶ - سنن الحبری: ۱/۷۹]

وضاحت:

اپنی اولاد کو نیکی پر قائم رہنے کی تلقین کرنا چاہیے۔ والدین کو دیکھ کر اولاد صالح اعمال سیکھتی ہے لہذا والدین کو اپنی اصلاح کی طرف توجہ ضرور دینی چاہیے۔ اس تعوذ میں تین چیزوں سے پناہ مانگی گئی ہے: کفر، فقر، عذاب قبر۔

کفر اسلام کی ضد ہے۔ اسلام کے بعد کفر میں لوٹ جانا قابل گردن زدنی ہے جب کہ اس کی سزا آخرت میں جہنم ہے۔

فقر و طرح کا ہوتا ہے ایک مال کا دوسرا دل کا۔ اگر مال نہ بھی ہو لیکن دل سیر ہو، قناعت اور توکل ہو تو اس کا نام غنا ہے اور یہ فقر کی محمود صورت ہے۔ اگر مال ہوایا نہ ہو، دل میں مال کی حرص موجود ہو تو یہ قیچی خصلت ہے۔ اس دعائیں ایسی محتابی سے بچنے کی پناہ طلب کی گئی ہے جس سے ضروریات اور لازمی واجبات بھی

تعویذ اور معوذات بنبویہ

پورے نہ ہو سکتے ہوں۔ نیز اس محتاجی کی وجہ سے انسان اللہ کی ناشکری کرنے لگے اور اللہ پر یقین میں کمی آنے لگے۔

بعض بکیرہ گناہوں کی وجہ سے قبر میں بھی عذاب ہوتا ہے۔ عذاب قبر سے بچنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ دعا کے ساتھ ساتھ بکیرہ گناہوں سے بھی اپنے آپ کو بچایا جائے۔

اللہ کی ناراضگی سے بچنے کا تعویذ:

(۴)۔ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن میں تے آپ کو بستر پر نہیں پایا چنانچہ میں نے اندر ہرے میں مٹول کر آپ کو تلاش کیا تو میرا ہاتھ آپ کے قدموں کے تلووں پر پڑا جو کھڑے تھے۔ آپ اپنی نماز کی جگہ پر سر بسجود تھے اور فرمائے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضاكَ مِنْ سَخْطِكَ وَمِنْ عَذَابِكَ مِنْ عُقوَبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ۔

[مسلم: ۱/۵۳۲، حسن الترمذی: ۳/۸۰۱، اہم ماجد: ۱/۱۹۲۔ ارواء الغلیل: ۲/۱۷۵]

”اے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں، تیری پکڑ سے تیری معافی کی پناہ میں آتا ہوں اور میں تجوہ سے تیری ہی پناہ میں آتا ہوں۔ میں پوری طرح تیری تعریف نہیں کر سکتا۔ تو اسی طرح ہے جیسے تو نے خود اپنی ذات کی تعریف کی ہے۔“

آپ یہ دعا صبح کی نماز میں بھی پڑھتے تھے۔

نعمتوں کے شر سے بچاؤ کے لیے:

(۸) اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كُلُّهُ، اللَّهُمَّ لَا قَابِضَ لِمَا بَسْطَ وَلَا تَبْسَطَ
لِمَا قَبَضْتَ وَلَا هَادِي لِمَنْ أَضْلَلْتَ وَلَا مُضِلٌّ لِمَنْ هَدَيْتَ وَلَا
مُعْطِي لِمَا مَنَعْتَ وَلَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَيْتَ وَلَا مُقْرَبٌ لِمَا بَاعْدَتْ،
وَلَا مُبَاعدٌ لِمَا قَرَبَتْ، اللَّهُمَّ يَسِّطْ عَلَيْنَا مِنْ بَرَكَاتِكَ وَرَحْمَاتِكَ
وَفَضْلِكَ وَرِزْقِكَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ الْمُقِيمَ الَّذِي لَا
يَحُولُ وَلَا يَرُوْلُ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ النَّعِيمَ يَوْمَ الْعِيلَةِ وَالْأَمْنِ
يَوْمَ الْخُوفِ، اللَّهُمَّ إِنِّي عَائِدٌ إِلَيْكَ مِنْ شَرِّ مَا أَعْطَيْتَنَا وَشَرِّ مَا
مَنَعْتَنَا، اللَّهُمَّ حَبِّبْ إِلَيْنَا الْإِيمَانَ وَزَيِّنْهُ فِي قُلُوبِنَا وَكَرِّهْ إِلَيْنَا
الْكُفْرَ وَالْفُسُوقَ وَالْعِصْيَانَ وَاجْعَلْنَا مِنَ الرَّاشِدِينَ اللَّهُمَّ
تَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ وَأُوْحِيَنَا مُسْلِمِينَ وَأَحْقَنَا بِالصَّالِحِينَ غَيْرَ حَرَّاً
وَلَا مَفْتُونِينَ، اللَّهُمَّ قاتِلْ الْكُفَّارَةَ الَّذِينَ يُكَذِّبُونَ رُسُلَكَ وَ
يَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِكَ وَاجْعَلْ عَلَيْهِمْ رِجْزَكَ وَعَذَابَكَ اللَّهُمَّ
قاتِلْ الْكُفَّارَةَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ إِلَهَ الْحَقِّ، آمِين

[صحیح الادب المفرد للابنی سی ۲۵۹، ح: ۵۳۸]

”اے اللہ! تمام تعریفات تیرے لیے ہیں۔ اے اللہ! جسے تو نے وسعت
دی اسے کوئی تنگ کرنے والا نہیں اور جس کے لیے تو تنگی کر دے اسے کوئی وسعت
دینے والا نہیں اور جسے تو گراہ کر دے اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور جسے تو
ہدایت دے دے اسے کوئی گراہ کرنے والا نہیں اور جس سے تو روک لے اسے

کوئی دینے والا نہیں اور جسے تو عطا کرے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جسے تو دور کر دے اسے کوئی قریب کرنے والا نہیں اور جسے تو قریب کر لے اسے کوئی دور کرنے والا نہیں۔ اے اللہ! ہم پر اپنی برکتیں، رحمتیں، اپنا فضل اور رزق وسیع کر دے۔ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کا سوال کرتا ہوں جونہ کبھی پھریں اور نہ کبھی ختم ہوں۔ اے اللہ! بے شک میں تجھ سے تنگی والے دن کی نعمتوں کا اور خوف والے دن امن کا سوال کرتا ہوں، اے اللہ! تو نے جو کچھ ہمیں عطا کیا ہے اور جو کچھ تو نے ہم سے روک لیا ہے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، اے اللہ! تو ہمارے لیے ایمان کو محبوب بنادے اور اسے ہمارے دلوں میں مزین کر دے اور تو ہمیں کفر، فسق اور معصیت سے نفرت دلادے اور ہمیں نیک بنادے۔ اے اللہ! ہمیں اسلام پر زندہ رکھ اور اسلام پر ہی موت دے اور ہمیں بغیر رسولی اور آزمائش میں ڈالے نیک لوگوں میں شامل کر دے۔ اے اللہ! تو ان کافروں کو ہلاک کر دے جو تیرے رسولوں کو جھلاتے ہیں اور تیرے راستے سے روکتے ہیں اور تو ان پر اپنا عذاب اور ذلت مسلط کر۔ اے اللہ! تو ان کافروں کو ہلاک کر جو کتاب دیے گئے ہیں، اے حقیقی معبود، "آمین!

(۹) زوال نعمت سے اللہ کی پناہ:

أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحْوُلِ عَافِيَّتِكَ وَفُجَاءَ نِعْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخْطِكَ.

[مسلم: ۲۳۹۔ ۲۰۹۔ ۷۔ ابو داؤد، ترمذی، صحیح الجامع: ۱۳۰۲۔ ۷۔ حرم: ۲۲]

"اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں زوال نعمت سے اور عافیت کے منہ

موز لینے سے اور اچانک عذاب سے اور تیری ہر طرح کی ناراضگی سے۔“
وضاحت:

نعمت میں ایمان، عمل، علم، صحت، مال، اولاد، عقل و فہم، صلاحیت، وقت سب کچھ شامل ہے۔ نعمت کے زوال سے مراد نعمت کا زائل ہو جانا یا نعمت کا کم ہو جانا، یا نعمت کے فوائد و برکات سے محروم ہو جانا ہے۔ ان نعمتوں کی موجودگی سے جو اطمینان، راحت اور سرت ہوتی ہے اسی کا نام عافیت ہے۔ اچانک عذاب اللہ کی ناراضگی کا مظہر ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ ناراض ہو تو نعمت زائل ہو جاتی یا ان کے فوائد و برکات ختم ہو جایا کرتے ہیں۔ خوش حالی میں یہ دعائیں نعمتوں کو کسی آفت یا نقصان سے بچانے کا بہترین تعویذ ہے۔

(۱۰)۔ جہنم اور قبر کے فتنوں سے بچاؤ کے لیے:

قرآن حکیم کی متعدد آیات اور احادیث سے پتا چلتا ہے کہ قبر میں سوال و جواب ہو گا اور تسلی بخش جواب نہ دینے پر عذاب بھی ہو گا جسے فتنہ قبر اور عذاب قبر کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے بچنے کے لیے دیکھیے دعائے نبوی ﷺ کے انداز:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ، وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔

[بخاری: ۲۰۲ - مسلم: ۳۱۲]

”اے اللہ! بلاشبہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے، عذاب جہنم سے اور زندگی و موت کے فتنے سے، اور مسح دجال کے فتنے کے شر سے۔“

نبی اکرم ﷺ فرض نماز میں سلام پھیرنے سے پہلے یہ دعا پڑھا کرتے

تھے۔

وضاحت:

فتنہ سے مراد سونے کو بھٹی میں تپا کر کھرے اور کھوئے کو الگ کر دینا ہے۔ مراد یہ کہ مجھے زندگی اور موت کی ایسی مشکلات سے، چنان جن کی شدت مجھے بھٹی میں تپائے ہوئے سونے کی طرح گلہادے، میرے اندر ان مشکلات کو سنبھل کی طاقت نہیں بلکہ تو اپنی رحمت سے میرے گناہ معاف کراور موت اور زندگی کے تمام مراحل اور امور کو آسان کر دے۔

دجال قیامت کی بڑی بڑی علامات میں سے ایک علامت ہے۔ یہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے دور میں ظاہر ہوگا۔ اس کا جسم موٹا، قد پست، بال گھنگھریا لے اور اڑی ہوئی شاخوں کی طرح، ایک آنکھ گویا پھولا ہوا انگور، سر سانپ کی طرح چھوٹا، سخت غصے والا اور بڑا مکار اور ماہر شعبدہ باز ہوگا، اس کے ایک طرف آگ اور ایک طرف پانی ہوگا۔ وہ لوگوں کو قتل کر کے پھر زندہ کرے گا لوگ اس کے شعبدے دیکھتے دیکھتے اس کے پیروکار ہو جائیں گے۔ [سنن ابو داؤد: ۳۳۹۱]

دجال کہے گا: میں تمہارا رب ہوں اور جو اس کے قریب جائے گا وہ اس کا اقرار کر لے گا۔ یہ عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدم کی پیدائش سے لے کر قیامت تک دجال سے بڑا کوئی فتنہ نہیں۔ [مسلم: ۲۹۳۴]

دجال کے متعلق تفصیلی کتاب پڑیکھیے: دجال کی کہانی احادیث کی زبانی (۱۱)۔ مختلف روایات میں مذکورہ دعا کی ترتیب مختلف بھی ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ
وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ
الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ [نسائی: ۵۰۵۔ مسلم: ۵۵۰۔ ابن ماجہ: ۳۸۳۰۔ بخاری: ۴۹۳]
ایک روایت میں ”منْ عَذَابِ جَهَنَّمَ“ کی بجائے ”وَمِنْ شَرِّ جَهَنَّمَ“
ہے۔ [نسائی: ۵۵۲۲]

(۱۲) سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہی نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ ہمیں یہ دعا اس طرح
سکھاتے جس طرح قرآن مجید کی سورتیں سکھاتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ
النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔ [نسائی: ۵۰۸۔ سنن الکبریٰ: ۹۲۳]

(۱۳) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ
الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْمَأْثِيمِ وَالْمَغْرِمِ۔

”اے اللہ! بے شک میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے اور تیری پناہ
میں آتا ہوں فتنہ دجال سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں فتنہ زندگی و موت سے۔
اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ میں آتا ہوں گناہ سے اور قرض سے۔“

[بخاری: ۲۰۲۔ مسلم: ۳۱۲]

وضاحت:

ماشی مصدری میں ہے، مراد ہے گناہ میں پڑ جانا۔ مغرم، چٹی پڑ جانا۔ مثلاً کسی

تَعْوِيدُ اُولَئِكَ وَمَعْوِذَاتُ نَبِيِّهِ
 نے امانت رکھوائی تھی وہ ضائع ہو گئی اور اس کی رقم دینی پڑ گئی۔ کسی نے جھوٹا مقدمہ کر دیا یا ناجائز جرم عائد کر کے قیدی بنالیا۔ لہذا اس کافدیہ یا تاوان دینا پڑ گیا۔ ناگہانی آفتیں آ جائیں اور بڑے پیمانے پر مالی نقصان کی تلافی کرنا پڑ جائے۔

(۱۲) جناب مصعب بن سعد کہتے ہیں کہ ہمارے والد سیدنا سعد بن ابی وقار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖہ وَسَلَّمَ دعا میں پڑھا ہمیں یہ پانچ کلمات سکھایا کرتے تھے کہ یہ کلمات رسول اللہ ﷺ دعا میں پڑھا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْبُغْلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَرَدَّ إِلَى أَرْذِلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ. [ابوداؤد: ۸۲۰۲ - نسائي: ۵۶۳۶]

”اے اللہ! بلاشبہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں بخل سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں بزدلی سے اور تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے کہ میں عمر کے ناکارہ ترین حصے کی طرف لوٹا یا جاؤں اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں دنیا کے فتنے اور عذاب قبر سے۔“

وضاحت:

جبن سے مراد جسمانی طاقت سے فائدہ نہ اٹھانا ہے، دشمن سے نقصان اٹھانا لیکن مقابلہ کرنے کی جرأت نہ کرنا۔ بخل سے مراد ہے، اپنے مال سے فائدہ نہ اٹھانا، اسے اپنی حقیقی ضروریات پر بھی خرچ نہ کرنا، نہ اپنے آپ پر خرچ کرنا نہ دوسروں پر خرچ کرنا بلکہ یہ خواہش اور کوشش کرنا کہ مال جمع ہوتا رہے اور یہ

تَعْوِيذُ اُور مَعْوذَاتُ نَبُوَيَّةٍ

بدترین خصلت ہے۔ مال تو فائدہ اٹھانے اور حاجات و سہولیات حاصل کرنے نیز دوسروں کو اس سے فائدہ پہنچانے کے لیے ہے۔

جہنم، عذاب قبر، مالداری اور محتاجی سے بچاؤ کے لیے:

(۱۵). أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ النَّارِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَىٰ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ۔ [بخاری: ۵۸۹ - مسلم: ۶۰۱۳ - ترمذی: ۳۳۹۵]

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں آگ کے فتنے سے بچ کر اور آگ کے عذاب سے بچ کر، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں قبر کے فتنے سے بچنے کے لیے اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں مال داری کے فتنے سے بچنے کے لیے اور محتاجی کے فتنے کے شر سے بچنے کے لیے بھی تیری پناہ طلب کرتا ہوں، اور میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں مجھ دجال کے فتنے سے بچتے ہوئے۔“

(۱۶). أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنَىٰ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ، أَللَّهُمَّ اغْسِلْ عَنِّي خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ، وَنقِّلْ بَيْنِ مِنْ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى التَّوْبَ الْأَكْبَيْضُ وَمِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِ وَبَيْنِ خَطَايَايَ كَمَا بَاعِدْتَ بَيْنَ الْمَسْرِقِ

وَالْمَغْرِبٍ.

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، کاہلی، شدید بڑھاپے، گناہ، قرض، قبر کے فتنے، قبر کے عذاب، آگ کے فتنے اور آگ کے عذاب سے اور تو نگری و امیری نیز فقر و غربت اور مسح دجال کے فتنے سے اے اللہ! میری خطاؤں کو پانی برف اور اولوں سے دھو دے اور میرے دل کو خطاؤں (کے آثار) سے اس طرح دھو دے جس طرح سفید کپڑا میل سے دھو دیا جاتا ہے نیز میرے اور میری خطاؤں کے مابین اتنی دُوری کر دے جتنی کہ مشرق و مغرب کے مابین ہے۔

[بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، صحیح الجامع: ۱۲۹۹۔]

ایک روایت میں ہے کہ آپ یہ تعویذ بچوں کو اس طرح سکھاتے جس طرح استاد اپنے بچوں کو از بر کرتا ہے۔

[نسائی: ۵۳۲۹، بخاری: ۲۸۲۲، السنن الکبری: ۸۸۳]

(۱۴). اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ النَّارِ وَعَذَابِ النَّارِ ، وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ ، وَعَذَابِ الْقَبْرِ ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْغِلْيَ ، وَشَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ ، اللَّهُمَّ اغْسِلْ قَلْبِي مِنْ مَنَاءِ الْقَلْجَ وَالْبَرَدِ ، وَنَقِّيْ قَلْبِي مِنْ الْحَطَايَا كَمَا نَقَيْتَ الْغَوْبَ الْأَكْبَيْضَ مِنَ الدَّانِسِ وَبَأْعَدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايِي كَمَا بَأْعَدْتَ بَيْنِي الْمَشْرِقَ وَالْمَغْرِبِ ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكَسْلِ وَالْمَأْثِمِ وَالْمُسْغَرَمِ .

”اے اللہ! بے شک میں آگ کی آزمائش اور آگ کے عذاب سے تیری محکم دلائل و برابین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل: هفت آن لائن مکتبہ

پناہ چاہتا ہوں اور قبر کی آزمائش اور قبر کے عذاب سے اور غنا کی آزمائش کے شر سے اور محتاجی کی آزمائش کے شر سے (بھی تیری پناہ چاہتا ہوں) اے اللہ! میں مسح دجال کی آزمائش کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ اے اللہ! تو میرے دل کو برف اور اولوں کے پانی سے دھوڑاں اور میرے دل کو خطاؤں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح تو نے سفید کپڑے کو میل کچیل سے پاک کیا ہے اور میرے اور میری خطاؤں کے درمیان تو اتنی دوری کر دے جتنی دوری تو نے مشرق اور مغرب کے درمیان کی ہے۔ اے اللہ! میں سُستی، گناہوں اور قرض سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ [بخاری: ۷۴۱، مسلم: ۲۰۸۷]

وضاحت:

کسل سے مراد سستی کی وجہ سے خیر کے کاموں میں پیچھے رہ جانا۔ اپنی ذمہ داریاں ادا نہ کرنا، کسی کا حق ادا کرنے کی قدرت رکھنے کے باوجود مغض دلی ارادہ نہ کرنے کی وجہ سے حق ادا نہ کرنا، یہ بھی بدترین عادت ہے جس سے بچنا لازم ہے، سست آدمی نہ تو دنیوی معاملات میں کامیابی حاصل کرتا ہے اور نہ ہی آخرت کے لیے نیکیاں کمانے میں سبقت حاصل کر سکتا ہے۔

غنا و طرح کا ہوتا ہے، دل کا غنا اور مال کا غنا، اگر دل میں مال کی محبت نہ ہو، ڈھیروں مال دیکھ کر بھی طبیعت میں کوئی تغیر نہ آئے تو یہ دل کا غنا ہے۔ غنا قناعت اور شکر کا ساتھی ہے جب کہ مال کا غنا مال کی کثرت ہے۔ مال کی کثرت درج ذیل فتنوں کا باعث بنتی ہے: کسی کا مالی حق ادا نہ کرنا یا حق ادا کرنے میں کمی کرنا، مال کی وجہ سے گناہوں میں پڑ جانا، مال بڑھانے کی حرص پیدا ہو جانا، مال کمانے کے

لیے حرام ذرائع اختیار کرنا، مال خرچ کرتے ہوئے اسراف یعنی ضرورت سے زائد خرچ کر دینا یا تبذیر یعنی حرام امور پر خرچ کرنا، اپنے اندر غرور و فاقہ خرپیدا ہو جانا، دوسروں کو حقیر سمجھنا، دوسروں کی ہمدردی اور تعاون سے ہاتھ کھینچ لینا۔

(۱۸) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ**

”اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے جنت مانگتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ میں آتا

ہوں۔“ [ابوداؤد صحیح ابن ماجہ: ۳۲۸۰/۲]

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص اللہ تعالیٰ سے تین بار جنت کا سوال کرے، جنت کہتی ہے: یا اللہ اسے جنت میں داخل کرنا اور جو شخص تین بار جہنم سے پناہ مانگے جہنم کہتی ہے: یا اللہ اسے جہنم سے بچا لینا۔“ [نسائی: ۵۵۲۳ ترمذی: ۲۵۷۳ صحیح ابن حبان: ۲۳۳۳]

الہذا مذکورہ دعا تین بار پڑھنا بہتر ہے تاکہ جنت اور جہنم بھی ہماری اس دعائیں شامل ہو جائیں۔

(۱۹) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَاسْتَعِيْرُكَ مِنَ النَّارِ** (تین بار)

”اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور جہنم سے تیری پناہ چاہتا ہوں (تین بار پڑھیں)۔“ [صحیح الترمذی: ۳۱۹/۲، صحیح النسائی: ۱۱۲۱/۳]

(۲۰) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَ حَدَّكَ لَا شَرِيكَ لَكَ الْمَنَانُ ، يَا بَدِيعَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ يَا ذَالْجَلَلِ وَالْإِكْرَامِ يَا حَمِيْرَ يَا قَيْوُمُ ، إِنِّي أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ النَّارِ**

[صحیح ابن ماجہ: ۳۲۹/۲]

”اے اللہ! یقیناً میں تجھ سے اس لیے سوال کرتا ہوں کہ ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تجھ سے اکیلے کے سوا کوئی (پتا) معبد نہیں۔ تیرا کوئی حصے دار نہیں۔ (تو) بے حد احسان کرنے والا ہے۔ اے بے مثل پیدا کرنے والے آسمان اور زمین کو! اے صاحب جلال اور عزت والے! اے زندہ جاوید! اے قائم و دائم! یقیناً میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور آگ سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

(۲۱). رسول اللہ ﷺ نے فجر کی سنتیں پڑھ کر تین مرتبہ بیٹھے بیٹھے یہ دعا پڑھی:

اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِيلَ وَإِسْرَافِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَمُحَمَّدِ النَّبِيِّ
عَوْذِبِكَ مِنَ النَّارِ۔ [سلسلۃ الصَّحیحَاتِ: ۱۵۲۳ - صحیح الجامع: ۱۳۱۵]

”اے اللہ! جبراًیل، اور اسرافیل اور میکائیل اور نبی محمد ﷺ کے پروردگار! میں نارِ جہنم سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

(۲۲). اللَّهُمَّ رَبَّ جِبْرِائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَرَبَّ إِسْرَافِيلَ، أَعُوذُ بِكَ
مِنْ حَرِّ النَّارِ، وَمِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

”اے اللہ! جبراًیل اور میکائیل کے رب اور اسرافیل کے رب! میں آگ کی تپش سے بچنے کے لیے تیری پناہ طلب کرتا ہوں اور قبر کے عذاب سے بچنے کے لیے بھی تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

[نسائی: ۵۵۱۹، ۵۵۲۱ - احمد: ۶۱ / ۶ - سنن البزری: ۷۹۶۰]

(۲۳). اللَّهُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ عَاجِلَهُ وَأَجِلَّهُ مَا عَلِمْتُ
مِنْهُ وَمَا لَمْ أَعْلَمْ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ عَاجِلَهُ وَأَجِلَّهُ مَا

عِلْمُكَ مِنْهُ وَمَا لَكَ أَعْلَمُ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ خَيْرٍ مَا سَأَلَكَ بِهِ
عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَادَ بِهِ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ
اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَعُوذُ بِكَ
مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَبَ إِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ أَوْ عَمَلٍ وَأَسْأَلُكَ أَنْ تَجْعَلَ كُلَّ
قَضَاءً قِضَيْتَهُ لِيْ خَيْرًا۔

”اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھلائی کا سوال کرتا ہوں وہ جلد ہو یا بدیر اور میں اسے جانتا ہوں یا نہیں جانتا اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ہر برائی سے جو جلد ہو یا بدیر اور میں اسے جانتا ہوں یا نہیں جانتا، اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس بھلائی کا جو تیرے بندے اور رسول نے تجھ سے طلب کی، اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس برائی سے جس سے تیرے بندے اور رسول نے پناہ طلب کی، اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور ہر اس قول و عمل کی توفیق کا جو مجھے اس کے قریب کر دے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں نا رجہنم سے اور ہر اس قول و عمل سے جو مجھے اس کے قریب کر دے اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو ہر اس فیصلے کو جو میرے بارے میں کرچکا ہے اسے میرے لیے بھلائی والا بنا۔ [ابن ماجہ:

صحيح: ۱۵۲۲، صحيح الجامع: ۷۸۸، ۱۲۸۸۔]

وضاحت:

یہ دعا جامع ہے اور قولی و عملی نیکیوں کے حصول پر بنی ہے۔ اس میں اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر راضی رہنے کی دعا کی گئی ہے اور ہر اس چیز سے پناہ طلب کی گئی ہے جس سے نبی ﷺ نے پناہ طلب کی۔

تعویذ اور معوذات نبویہ

(۲۴) سَمِعَ سَامِعٌ بِحَمْدِ اللَّهِ وَخَسْنٌ بَلَاءُهُ عَلَيْنَا، رَبَّنَا صَاحِبَنَا،
وَأَفْضِلُ عَلَيْنَا عَائِدًا إِلَيْهِ مِنَ النَّارِ۔ [مسلم: ۲۰۸۶، ۳]

”ایک سنے والے نے (ہماری طرف سے) اللہ کی حمد اور ہم پر اس کے اچھے انعامات (کا تذکرہ) سنा۔ اے ہمارے رب ہمارا ساتھی بن اور ہم پر مہربانی فرماء ہم اس دعا کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہیں، آگ (کے عذاب) سے۔“ دنیا اور روزِ قیامت کی مصیبتوں سے بچاؤ کے لیے:

(۲۵) جناب عاصم بن حمید نے سیدہ عائشہؓ سے پوچھا: رسول اللہ ﷺ رات کو کیسے نماز شروع کرتے تھے؟ فرمایا: تو نے مجھ سے وہ پوچھا ہے جو اور کسی نے نہیں پوچھا۔ آپ دس دفعہ اللہ اکبر کہتے، دس دفعہ سبحان اللہ دس دفعہ استغفار اللہ، پھر فرماتے: اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَاهْدِنِي وَارْزُقْنِي وَعَافِنِي۔ اس کے بعد آپ قیامت کے روز کی تیگی اور وحشت سے پناہ طلب کرتے۔

[nasai: ۵۵۸۳]

لہذا یوں دعا کی جائے گی:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الْمَقَامِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں روزِ قیامت تیگی اور وحشت میں بتلا کرنے والے مقام سے۔“

(۲۶) یہ دعا اس طرح بھی روایت کی گئی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ ضَيْقِ الدُّنْيَا وَضَيْقِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں دنیا کی گھسن اور روزِ قیامت کی محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گھن سے۔“ [ابوداؤد: ۵۰۵۸]

(۲۴) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهَدِ الْبَلَاءِ وَذُرْكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ
الْقَضَاءِ وَشَمَائِتَةِ الْأَعْدَاءِ۔ [بخاری: ۶۶۱۶]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں (ہر) مصیبت کی سختی سے، اور بد بختی کے
گھیر لینے سے، اور بُری تقدیر سے، اور دشمنوں کے (ہم پر) ہنسنے سے۔“
(۲۸) پڑعاں الفاظ میں بھی ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّلِيلِ، وَغَلَبَةِ الْعُدُوِّ وَشَمَائِتَةِ
الْأَعْدَاءِ۔ [نسائی: ۷۷، حامد: ۳۳، اسنـنـ البـرـی: ۹۱۰، ۵۲]

”اے اللہ! میں قرض اور واجب الادھق کے غلبے اور بوجھ اور دشمنوں کی دل
دکھانے والی خوشی سے تیری پناہ حاصل کرتا ہوں۔“
وضاحت:

غلبة الدين، ضلع الدين اور مغرب الدين سب الفاظ کا مطلب ایسا قرض ہے جسے
ادا کر سکنے کی استطاعت نہ ہو، قرض خواہ مطالبه کر رہے ہوں لیکن ادا نیگی کی کوئی
صورت نظر نہ آ رہی ہو، لہذا مقرض ہونے کی صورت میں یہ دعا اور رقم: ۱۶
بھی وردِ زبان رکھنی چاہیے، جب کہ کوشش یہ بھی ہو کہ اپنے ضروری اخراجات
کے علاوہ بقیہ تمام اخراجات روک کر، محنت کر کے، کما کر قرض اتارے جائے۔ نبی
اکرم ﷺ نے فرمایا: جس کی نیت قرض اتارنے کی ہو اللہ تعالیٰ اس کے لیے قرض
اتارنے کے اسباب پیدا کرتا ہے۔

سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ قرض اور گناہ سے بہت

پناہ طلب کیا کرتے تھے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! آپ قرض سے اس قدر پناہ کیوں مانگتے ہیں؟ فرمایا: اس لیے کہ جو شخص مقرض ہو جائے، وہ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور وعدہ کرتا ہے تو خلاف ورزی کرتا ہے۔

[نسائی: ۲۳۹۔ مسلم: ۵۸۹۔ بخاری: ۵۲۵۶]

قرض کی وجہ سے آدمی پر بیشان رہتا ہے۔ سکون ختم ہو جاتا ہے۔ قرض خواہ کے ساتھ تعلقات میں بگاڑ آ جاتا ہے۔ قرض خواہ سختی سے مطالبہ کرے تو لوگوں میں رسوائی ہوتی ہے لہذا جتنی آمدی ہو اسی میں گزارہ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

شماتة الاعداء سے مراد درج ذیل امور ہیں: دشمنوں سے بری طرح شکست کھانا تاکہ وہ اپنی جیت پر خوشیاں منائیں۔ دشمن کے سامنے ذلت سے ہتھیار پھینک دینا۔ بڑے پیمانے پر دشمن کے قیدی بن جانا۔ کسی سپہ سالار، امیر وغیرہ کا ان کی قید میں چلے جانا، مالی اور جانی خسارہ ہونا۔ قدرتی آفات میں مبتلا ہو جانا تاکہ دشمن خوش ہو کہ اچھا ہوا یہ اپنی مصیبۃ میں گرفتار ہو گئے۔ باہم پھوٹ پڑ جانا جس پر دشمن خوش ہوتا ہے۔ ایک دوسرے سے لڑائی جھگڑے کرنا۔ دشمن سے قرض لینے یا مدد لینے کی نوبت آ جانا۔

نفس کے شر سے بچنے کے لیے:

(۲۹) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَهْدِيْكَ لِأَرْشَدِيْكَ أُمُورِيْ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ.** [ابن حبان: ۹۰۱۔ وصحیح سناده شیعیب الارنو وخط]

”اللہی میں تجوہ سے اپنے کاموں کی راست روی اور درستی کی راہنمائی طلب

کرتا ہوں اور اپنے نفس کے شر سے بچنے کے لیے تیری پناہ لیتا ہوں۔“

(۳۰). اللَّهُمَّ أَلْهِمْنِي رُشْدِي وَأَعِلْمِنِي مِنْ شَرِّ نَفْسِي۔

”اے اللہ! مجھے میری نیکی کا الہام کر دے اور میرے نفس کے شر سے مجھے

پناہ دے دے۔“ [احمد: ۲۸۳، ترمذی: ۵۱۹، ۴۲۲]

غیر نافع علم و نماز، سیر نہ ہونے والے نفس، نامقبول عمل سے
بچنے کا استعاذه:

(۳۱). اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ، لَا يَخْشَعُ،
وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ، وَنُفْسِنَ لَا تَشْبَعُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ صَلَاةٍ لَا
تَنْفَعُ، وَعَمَلٍ لَا يُؤْفَعُ۔ [احمد: ۲۸۳، ۲۸۴۔ ان جبان باسانید صحیحہ]

”اے اللہ! میں ایسے علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہیں دیتا، میں ایسے
دل سے تیری پناہ مانگتا ہوں جو تجوہ سے نہ ڈرے، میں ایسی دعا سے تیری پناہ چاہتا
ہوں جو نہ کسی جائے، ایسے نفس سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نہ بھرے، اور ایسی نماز
سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو نفع نہ دے اور ایسے عمل سے تیری پناہ چاہتا ہوں جو
تیری طرف بلند نہ کیا جائے۔“

وضاحت:

اس دعا میں درج چیزوں سے بچنے کے لیے اللہ سے پناہ طلب کی گئی ہے:
غیر نافع علم، نہ ڈرنے والا دل، نامقبول دعا، نہ سیر ہونے والا نفس، فائدہ نہ دینے
والی نماز، اوپر بلند نہ ہونے والا عمل۔ ان میں سے پہلی چیز غیر نافع علم ہے: علوم
تین طرح کے ہیں:

(۱) علم الادیان یعنی وہ علوم جن کے ذریعے انسان اپنی آخرت بنانے، اپنے نفس کو شر سے پاک کرنے اور اللہ کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے ان علوم کا بنیادی نصاب قرآن و سنت ہے۔ یہ علوم سر بر نافع ہیں..... لیکن ان میں ریا، شہرت طلی، جاہ پرستی، جلب زر وغیرہ شامل ہو جائیں تو یہ علم غیر نافع بن جاتے ہیں۔

(۲) علم الابدان وہ علوم ہیں جن کے ذریعے انسان اپنی دنیوی حاجات اور دنیوی معاملات انجام دیتا ہے یہ علوم اگر قرآن و سنت کی راہنمائی میں حاصل کیے اور بر تے جائیں تو یہ بھی علم الابدان کی طرح نافع کہلاتے ہیں لیکن اگر ان کو حاصل کرتے وقت قرآن و سنت کی تعلیمات کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ علم غیر نافع بن جاتے ہیں۔

(۳) جن علوم سے اللہ تعالیٰ نے پوری طرح منع کیا ہے ان کا سیکھنا حرام ہے مثلاً تصویر کشی، مجسمہ سازی، رقص، موسیقی، جادوئی علوم، ستاروں سیاروں کے زانچے کا علم، ہاتھ کی لکیریں، اعداد کے خواص، پتھروں کے خواص، توهہات پرستی، سودی کاروبار، شراب سازی کافن، دھوکہ دہی اور ملاوٹ کرنے کافن۔ یہ سب علم سے زیادہ فن ہیں لیکن سر بر حرام اور سر بر غیر نافع۔ مذکورہ استعازہ میں ہر طرح کے غیر نافع علم سے بچنے کی اللہ پاک سے التجاء کی گئی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَلُوَ اللَّهُ عِلْمًا ثَا فِعَا وَتَعْوُذُ بِاللَّهِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔

”اللہ تعالیٰ سے علم نافع مانگو اور جو علم نفع نہیں دیتا اس سے بچنے کی پناہ طلب کرو۔“ [ابن ماجہ: ۳۸۴۲ - ابن ابی شیبہ: ۹۶]

نہ ڈرنے والا دل: مومن کے دل کی سب سے اچھی صفت یہ ہے کہ جب وہ اللہ کا حکم سنتے تو کانپ اٹھے، اس کے اعضاء پر اللہ کی نافرمانی کے خوف سے لرزہ طاری ہو جائے، اس کی آنکھیں ندامت سے آنسو بہانے لگیں، رب کریم کی ہیبت سے اس کے جسم کے رو گنگے کھڑے ہو جائیں، آنکھوں کے سامنے جہنم کے شعلے لپکنے لگیں، موت کے بعد قبر کی تنگ دامنی اس دنیا کی رنگینیوں کو دھندا دے۔ جب مومن نماز کے لیے کھڑا ہو تو خشوع کی یہ کیفیت اسے آس پاس سے بیگانہ کر دے۔ حالتِ صیام و حالتِ احرام میں وہ بار بار اپنے رب ہی کو پکارے اور اسی سے آہ و فریاد کرے۔ اگر دل میں اللہ کا ڈر نہ ہو تو گناہ کرنا کوئی بڑا کام محسوس نہیں ہوتا۔ اللہ کی نافرمانی کرنے پر کوئی ندامت نہیں ہوتی۔ آدمی اس پر فریب دنیا کا کتابن کر اس کے پیچھے بھاگنے لگتا ہے۔

ایسی دعا جو قبول نہ ہو، جو اللہ کے حضور حاضر ہی نہ ہو سکے، دعا کی یہ حالت کب ہوتی ہے آئیے! نبی اکرم ﷺ کے فرمان ہی سے معلوم کرتے ہیں:

جب کھانا پینا اور ہنزا حرام آمدنی سے کیا گیا ہو۔ جب کوئی گناہ کی دعا کی جا رہی ہو۔ جب دعا کرتے ہوئے یہ یقین ہی نہ ہو کہ اللہ دعا میں کہی گئی عرض کو پورا کرنے پر قادر ہے۔ دعا کرتے وقت دل اور کسی طرف مشغول ہو۔ جب دعا میں کسی مخلوق کو سفارشی بنا کر اللہ کے حضور پیش کیا جا رہا ہو۔

نہ سیر ہونے والا نفس، نفس کی مصیبت یہ ہے کہ یہ بھی سیر نہیں ہوتا، دنیا بھر کا مال مل جائے، سب سے بڑا دنیوی عہدہ مل جائے، دنیا بھر کے لوگ اگر اس کے خادم بن جائیں تب بھی یہ نہیں بھرتا لہذا سب سے بہتر یہ ہے کہ اسے بھرنے کا محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خیال ترک کر دیا جائے، اسے قانع بنایا جائے جو مل جائے اسی پر اکتفا کرنے پر اسے مجبور کیا جائے۔

بے فائدہ نماز: شاید یہ خیال آئے کہ نماز تو فائدہ مند اور ثواب کا کام ہے، یہ بے فائدہ کیسے ہو سکتی ہے۔ قرآن و سنت سے پتا چلتا ہے کہ درج ذیل امور والی نماز بے فائدہ نماز ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا۔ طہارت نہ ہو۔ ستر ڈھکا ہوانہ ہو۔ جان بوجھ کر رخ قبلہ کی جانب نہ کرنا۔ بے وقت نماز پڑھنا۔ جلدی جلدی انٹھک بینچک کر لیتا۔ دل کا کسی اور طرف لگے ہونا۔ دکھاوے کی نماز۔ کسی محروم کی حاجت پوری نہ کرنا

بلند نہ ہونے والا عمل: جو عمل اللہ کو پسند ہو وہ اوپر عرش کی جانب چڑھتا ہے، فرشتے اسے اٹھا کر اللہ کے حضور پیش کر دیتے ہیں گو اللہ تعالیٰ خود بھی بندے کے عمل کو جانتا ہے۔ جو عمل اللہ کی طرف بلند ہو اس پر اجر ملتا یقینی ہے۔ درج ذیل چیزیں عمل کو اللہ کے حضور جانے سے روک دیتی ہیں: گناہ کی آمیزش۔ حسد۔ غیبت۔ حرام کمالی۔ شرک

(۳۲)۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْأَرْبَعِ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَغْشَعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا تُشْبَعُ، وَمِنْ دُعَاءٍ لَا يَسْمَعُ۔

”اے اللہ! میں چار چیزوں سے (بچنے کے لیے) تیری پناہ چاہتا ہوں، اس علم سے جو فائدہ نہ دے اس دل سے جس میں عاجزی نہ ہو، اور اس نفس سے جو

سیر نہ ہو اور اس دعا سے جو کنی نہ جائے۔“ [ابن ماجہ: ۳۸۳۔ ابو داؤد: ۱۵۲۸]

(۳۳)۔ اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا تَفِعَّاً وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ۔

”اے اللہ! میں تجھ سے علم نافع کا سوال کرتا ہوں اور میں بے فائدہ علم سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔“ [صحیح من بن ماجہ: ۳۲۷، ۲: ۳۲۸]

(۳۴). اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ
وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْمَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔ [مسلم: ۶۹۶۰]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے، اور ایسے دل سے جس میں خیبت نہ ہو، اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو اور ایسی دعا سے جس کی پذیرائی نہ ہو۔“

(۳۵). اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَعَكْلٍ لَا يُرَفَعُ وَدُعَاءً لَا
يُسْمَعُ۔ [صحیح البخاری: ۱۳۰۶ - سنن ابن ماجہ: ۲: ۵۰ - ابو داؤد: ۵: ۲۷]

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، بے فائدہ علم اور غیر مقبول علم و دعا
نے۔“

نفس اور شیطان کے شر سے بچنے کے لیے استعاذه:

(۳۶). اللَّهُمَّ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَاطِرُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ
رَبُّ كُلِّ شَيْءٍ وَمَلِيکُهُ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ
نَفْسِي وَمِنْ شَرِّ الشَّيْطَانِ وَشَرِّ كُلِّ^۱ كُلِّ^۲ كُلِّ^۳ كُلِّ^۴ كُلِّ^۵ كُلِّ^۶
آجُرَّكُلِّ^۷ كُلِّ^۸ مُسْلِمٍ۔ [ابوداؤد: ۳: ۳۱ - صحیح الترمذی: ۳: ۱۲۲]

”اے اللہ! اے غالب اور حاضر کو جانے والے! اے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے والے! اے ہر چیز کے رب اور مالک! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے علاوہ کوئی (سچا) معبود نہیں۔ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اپنے نفس کے شر سے

تعویذ اور معوذات نبویہ

اور شیطان کے شر اور اس کی شراکت سے اور اس بات سے بھی (تیری پناہ میں آتا ہوں کہ) میں اپنے خلاف کسی برائی کا ارتکاب کروں یا اسے کسی مسلمان کی طرف کھینچ لاؤ۔“

وضاحت:

شیطان کی شراکت کئی طرح کی ہے مثلاً: مال کمانے کے لیے حرام ذریعہ اختیار کرنا۔ مال خرچ کرتے ہوئے حرام جگہ پر خرچ کرنا جیسے ماہیوں مہندی جیسی رسومات پر، ویلٹائیں ڈے اور نیوایر ڈے جیسی بے ہودہ تقریبات پر، جھوٹ بول کر مصنوعات کی اشتہار بازی، کھلیوں پر خرچ کرنا وغیرہ۔ اولاد کو بے جالا ڈپیار دینا اور ان کی دینی تربیت کی بجائے خرافات و خرابات کی راہ پر ڈال دینا۔ شرک کرنا اور یہ سمجھنا کہ فلاں کام اللہ تعالیٰ نے نہیں بلکہ فلاں مخلوق نے کیا ہے۔ غرض شیطان ان تمام طریقوں سے انسانی اعمال، اموال اور اولاد میں شامل ہو جایا کرتا ہے۔ کسی مسلمان کی طرف کھینچ لانے سے مراد کسی مسلمان پر ناکرده گناہ کا بوجھ ڈال دینا ہے۔ یعنی تہمت لگانا یا الزام اور بہتان لگانا۔

بے خوابی کے وقت:

(۲۴) اگر رات کو نیندا اچھت جائے یا بے خوابی ہو تو یہ دعا پڑھے؛ سوتے وقت بھی یہ دعا پڑھی جاسکتی ہے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَاتِ مِنْ غَضَبِهِ وَعِقَابِهِ، وَشَرِّ عِبَادَةِ،
وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينَ وَأَنْ يَخْضُرُونَ.

[ابوداؤد: ۲۱۲ - ترمذی: ۳۵۲۸ - صحیح: ۲۶۳]

”میں اللہ کے مکمل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اس کی ناراضی اور اس کی سزا سے اور اس کے بندوں کے شر اور شیطانوں کے وسوسہ ڈالنے (گناہوں پر ابھاریے اور اکسانے) اور ان کے میرے پاس آنے سے۔“

اخلاقی بیماریوں سے بچاؤ کا استعمازہ:

(۳۸). **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ عَمَلٍ يَخْزِينِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ صَاحِبٍ يُؤْذِنِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ أَمْلَى يُلْهِنِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ فَقْرٍ يُنْسِيَنِي وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ غَيْرِي يُطْغِيَنِي۔** [ابن حبان: ۱۲۱]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اس عمل سے جو مجھے رساوا کرے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر ایسے ساتھی سے جو مجھے تکلیف دے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر ایسی امید سے جو مجھے غافل کر دے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر ایسی احتیاج سے جو مجھے نیسان میں ڈال دے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر ایسی دولت سے جو مجھے سرکش بنادے۔“

(۳۹). **شَيْرِ بْنِ شَكْلِ بْنِ حُمَيْدٍ** کہتے ہیں کہ میرے باپ (شکل بن حمید) نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ عَلَمْنی تَعوِيدَ اتَعَوِّذُ بِهِ۔ ”اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی تعویذ سکھاو یجیے جس کے ذریعے میں پناہ حاصل کیا کروں۔“ آپ نے فرمایا، کہو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعٍ وَمِنْ شَرِّ بَصَرٍ وَمِنْ شَرِّ لِسَانٍ وَمِنْ شَرِّ قَلْبٍ وَمِنْ شَرِّ مَنْبَثٍ۔ [ابوداؤد: ۱۵۵۱ - ترمذی: ۳۲۹۲: -]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنی سماعت کی برائی سے، اور اپنی بصارت

تعویذ اور معوذات نبویہ

کی براہی سے، اور اپنی زبان کی براہی سے، اور اپنے دل کی براہی سے، اور نفسانی خواہشات کے شر سے۔“

ایک روایت میں ہے کہ شبل بن حمید نے کہا کہ مجھے کوئی دعا سکھائیے جس سے میں فائدہ اٹھاؤں، پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے یہ تعوذ سکھایا حتیٰ کہ میں نے اسے یاد کر لیا۔ [نماہی: ۵۲۵ء]

وضاحت:

سماعت کا شرگناہ کی بات سننا، گندے گانے سننا، غیبت سننا، کفریہ باقی میں سننا، عشق و ہوس کی باقی میں سننا، بابجے گانے سننا، جنت منتر سننا ہے۔ بصارت کا شر ہے: نامحرموں کو دیکھنا، صرفِ مخالف کی چیزوں کی طرف دیکھنا، کسی کا ستر دیکھنا۔ زبان کا شر: غیبت کرنا، چغلی کھانا، گالی دینا، گندے اور گھٹیا الفاظ بولنا، گندے گانے گانا، نوحہ کرنا، چیننا چلانا۔ دل کا شر ہے: کسی کو ہلاک کرنے کا منصوبہ بنانا، کسی گناہ کا کام کرنے کی نیت کرنا، حسد اور کینہ رکھنا، غیر اللہ کی محبت دل میں بسانا، شیطانی وساوس کا نشانہ بننا وغیرہ۔ منی سے مراد شرم گاہ کا شر ہے، یعنی زنا اور بدکاری کرنا، حرام فرج استعمال کرنا، مقاربت کرنا لیکن بچے ضائع کر دینا، منی نکالنے کے لیے حرام طریقے استعمال کرنا۔

کروہ اور ناگرداہ اعمال کے شر سے بچنے کا تعویذ:

(۳۰) ام المؤمنین عائشہ رض سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے کون سی دعا سے زیادہ پڑھتے تھے؟ آپ نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھتے تھے:
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَحْمِلْ.

[مسلم: ١٤٧٨، مسند احمد: ٤٢٨٠، ابن ماجہ: ٣٨٣٩]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کیے ہر عمل کے شر سے اور ہر اس عمل کے شر سے بھی جسے میں نہیں کیا۔“

اس قسم کی دعا سیکس امت کی تعلیم کے لیے ہیں یا عبودیت کے اظہار کے لیے۔ انبیاء معلوم ہیں۔ گناہوں کا شر یعنی جوان کی سزا مقرر کی گئی ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی کردہ اور ناکردہ گناہوں۔ یعنی میں اپنے حساب کتاب کے بکھیرے میں نہیں پڑنا بس معاف فرمادے۔

معلوم اور نامعلوم افعال کے شر سے بچنے کا تعویذ:

(۳۱)۔ اللہُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَلِمْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ أَعْلَمْ۔

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ان چیزوں کی برائی سے جنہیں میں جانتا ہوں اور ان چیزوں کی برائی سے بھی جنہیں میں نہیں جانتا۔“ [تحفۃ الاشراف: ۵۹۰]

(۳۲)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سب سے اہم اور سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ اللہ سے کہے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي أَكَانْتَ عَبْدُكَ أَكَانْتَ عَهْدِكَ وَأَعْدِلَكَ مَا اسْتَطَعْتَ أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوءُ لَكَ بِإِنْعَمْتِكَ عَلَىٰ وَأَبُوءُ بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي فِي اللَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ۔ [بخاری: ۵۹۲]

”اے اللہ! تو میرا پروردگار ہے تیرے سوا کوئی معبود برق نہیں تو نے مجھے پیدا کیا میں تیرا بندہ ہوں میں حسب استطاعت تیرے عہد و وعدہ پر قائم ہوں میں محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تعویذ اور معوذ است نبویہ
۲۳۶۳: بخاری: ۵۵۲۲: [نامی: ۵-۵۵۲۲]

اپنے عمل کی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اپنے اوپر تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتا ہوں تو مجھے بخش دے بلاشبہ تیرے سوکوئی بخشند والا نہیں۔

جس نے دن کے وقت یہ کلمات کہے یا رات کے وقت یقین کے ساتھ کہے
بھرا سی دن یا اسی رات فوت ہو گیا تو وہ ان شاء اللہ جنت میں داخل ہو گا۔
وضاحت:

عہد سے مراد عہد الاست ہے نیز کلمہ طیبہ کا اقرار کرنا بھی مراد ہے۔

(۳۳) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْأَخْلَاقِ وَالْأَعْمَالِ وَالْأَهْوَاءِ وَالْأَكْوَاءِ.** [صحیح ترمذی: ۳۵۱۹ - مسند رک حاکم: ۱۱/۵۳۲ - صحیح الجامع: ۲۳۰ - مشکوک: ۱/۲۳۰]

”اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں بد اخلاقی و بد اعمالی اور خواہشات تو نفسانیہ اور امراض جسمانیہ کے شر سے۔“

یہ دعا الْأَكْوَاءَ کے بغیر بھی ترمذی میں ہے: ۳۵۹۱

(۳۴) غصے کے شر سے بچنے کا استغفار:

سلیمان بن صرد رض سے روایت ہے کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس تھا، اتنے میں دو شخصوں نے ایک دوسرے کو گالیاں دیں اور ایک کا چہرہ سرخ ہو کر گردن کی رگیں پھول گئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ایک کلمہ جانتا ہوں اگر وہ کلمہ کہہ دے تو اس کی یہ حالت زائل ہو جائے گی اور وہ کلمہ یہ ہے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ.

میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردود (کے شر) سے۔“ [بخاری: ٤٠٣٨] .
یہ استعاذه ان الفاظ میں بھی ہے:

(۳۵). أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ مِنْ هَمْزَةٍ
وَلَفْخِهِ وَنَفْثِهِ۔

”میں سُنّتے والے اور جانے والے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں شیطان مردود سے
ابس کے تکبر، تغزل اور جنون سے۔“

غم، قرض اور دوسروں کے دباؤ سے بچنے کے لیے:

(۳۶). أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَمَّ وَالْحَزَنِ، وَضَلَالِ الدِّينِ، وَغَلَبَةِ
الرِّجَالِ۔ [ابوداؤد: ۱۵۲۱]

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں، پریشانی، گم اور قرخے کے بوجھ
اور لوگوں کے دباؤ سے۔“
وضاحت:

ہم کا مطلب ہے؟ مستقبل کے کسی معاملے میں پریشان ہونا، یعنی بچوں کی
شادی کہاں ہوگی، اسباب زندگی کیسے مہیا ہوں گے۔ اگر آج خرچ کر دیا تو کل
کہاں سے کھائیں گے وغیرہ۔ حزن سے مراد ماضی میں کیسے گئے کسی کام کے متعلق
پریشان ہونا ہے۔

کفر، فقر اور عذاب قبر سے بچنے کا استعاذه:

(۳۷). أَللَّهُمَّ عَافِنِي فِي بَدَنِي، أَللَّهُمَّ عَافِنِي فِي سَمْعِي، أَللَّهُمَّ عَافِنِي فِي
بَصَرِّي، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْكُفَرِ، وَالْفَقْرِ،

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ

”اے اللہ! مجھے عافیت دے میرے بدن میں، اے اللہ! مجھے عافیت دے
میرے کانوں میں، اے اللہ! مجھے عافیت دے میری آنکھوں میں، تیرے علاوہ
کوئی (سچا) معبود نہیں۔ اے اللہ! یقیناً میں تیری پناہ میں آتا ہوں کفر اور غربت
سے، اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں عذاب قبر سے، تیرے علاوہ کوئی (سچا) معبود
نہیں۔“ [ابوداؤد: ۳۲۳، ۳۲۴ - احمد: ۵/ ۳۲۳]

وضاحت:

سماعت و بصارت اور بدن کی عافیت سے مراد ہے ان کا اللہ کی اطاعت کرنا
اور نافرمانی سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا۔ اس دعا کے ساتھ رقم: ۳۸ پڑھ کر
دیکھیں، سماعت، بصارت اور بدن کی عافیت کا مفہوم واضح ہو جائے گا۔

(۳۸). **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ بِوَجْهِكَ الْكَرِيمِ وَإِسْمِكَ الْعَظِيمِ مِنَ الْكُفْرِ وَالْفَقْرِ.** [کنز: ۳۶۸۲]

”یا اللہ! میں تیرے کریم چہرے اور عظمت والے نام کی پناہ چاہتا ہوں کفر
اور فقر و فاقہ سے۔“

بھوک اور خیانت سے بچاؤ کا استغفار:

(۳۹). **اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُوعِ فَإِنَّهُ بِئْسَ الضَّيْعَةُ
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخَيَانَةِ فَإِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ.**

[صحیح ابو داؤد لللباني: ۱۳۸۳ - صحیح نسائی لللباني: ۱۱۱۲، ۳ - ابن حبان: ۰۲۹ او اسناده حسن
بعضی شعیب الارزو وہ صحیح ابن ماجہ: ۷۰۲ - صحیح الجامع: ۱۲۹۲]

”اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں، بھوک سے کیوں کہ یہ بہت ہی بڑی ساتھی ہے اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں خیانت سے، کیوں کہ یہ بہت ہی بڑی راز دان ہے۔“

وضاحت:

جب بھوک بڑھ جاتی ہے اور حلال غذائیں ملتی تو انسان حرام کھانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ کسی محض مال یا کھانے کے لیے قل بھی کر دیتا ہے۔ لوگوں سے دھوکہ دی کے ساتھ کھانا یا مال بنو لیتا ہے۔

خیانت کی درج ذیل صورتیں ہیں: کسی نے امانت رکھوائی اس کو ادل بدل کر دینا، کسی نے راز کی بات بتائی وہ کسی اور کو بتا دینا۔ اللہ نے جسمانی اعضا دیے ہیں وہ اللہ کی امانت ہیں انہیں اللہ کے لیے صرف نہ کرنا۔

(۵۰). اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُغْلِ وَالْهَرَمِ وَالْقُسْوَةِ وَالْغَفْلَةِ وَالْعَيْلَةِ وَالْذِلَّةِ وَالْمَسْكَنَةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْكُفْرِ وَالْفُسُوقِ وَالشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَالسُّمْعَةِ وَالرِّيَاءِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الصَّمِّ وَالْبَكْمِ وَالْجَنُونِ وَالْجَنَادِرِ وَالْبَرَصِ وَسَعِ الْأَسْقَامِ۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بے بُسی، کامیلی، بزدیلی، بخل، شدید بڑھاپے، سنگدلی، غفلت، فقر و فاقہ، ذلت و مسکنت سے اور اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، فقر و غربت، کفر، فسوق و معاصی (گناہ) نافرمانی، نفاق اور نسود و نمائش سے اور میں پناہ مانگتا ہوں بہرہ، گونگا، دیوانہ، کوڑھی پن، برس (چمبا) محکم دلائل و برایین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہونے) اور تمام بربادیوں سے۔“ [متدرک حاکم: ۱۹۲۳۔ الدعام شیقی، صحیح الجامع:
مشکوٰۃ: ۷۰۰۔ ۲۲۔ اردو اغایل: ۸۵۲] ۱۲۸۵، ۱۲۹۶

وضاحت:

عجز کا مطلب ہے: قدرت اور اختیار نہ ہونے کی وجہ سے کوئی کام نہ کر سکنا مثلاً بیماری کی وجہ سے اپنے کام خود نہ کر سکنا، والدین، شوہر یا رشتہ داروں کی خدمت نہ کر سکنا، حقوق العباد ادا کرنے کی طاقت نہ ہونا۔ اپنے بچوں کی تربیت نہ کر سکنا۔ بیماری کی وجہ سے اپنے مال اور معاملات کی خود دیکھ بھال نہ کر سکنا۔ بیماری کی وجہ سے کمانے کے قابل نہ رہنا۔ قید یا غلامی میں پھنس جانا، جس کی وجہ سے آزادی چھن جائے اور اپنے کام کرنے پر قدرت و اختیار نہ رہے۔ حکومت کی طرف سے اظہار حق پر جبری پابندی لگ جانا۔ جسمانی کمزوری یا مالی کمزوری یا بین الاقوامی سیاسی پابندیوں میں اس قدر قابو آ جانا کہ مظلوم مسلمانوں کا دفاع نہ کر سکنا۔ برائی دیکھ کر بھی اختیار نہ ہونے کی وجہ سے برائی کو روک نہ سکنا۔ غرض عجز کی کئی اور صورتیں بھی ہو سکتی ہیں۔ جو شخص اس عجز یعنی قدرت و اختیار چھن جانے کی حالت میں ہو اسے چاہیے کہ اس دعا کے ذریعے اللہ سے استغاثہ اور استعانت کرے۔

قصوت سے مراد ہے: حق کو قبول کرنے میں دل کا سخت ہو جانا، اللہ سے ڈرانے والی آیات و احکام سن کر بھی دل کا نرم نہ پڑنا، اور خوف زدہ نہ ہونا، کسی غم زدہ اور مصیبت زدہ کی تکلیف دیکھ کر بھی اس کے لیے ہمدردی اور اس کی مدد کے جذبات پیدا نہ ہونا، اللہ کے عذاب اور روزِ قیامت کے حساب سے بے خوف اور

تَعْوِيذُ اُور مَعْوِذَاتُ بُونَيْهٖ

غافل ہو جانا اور یہ بدترین کیفیت ہے۔

غفلت سے مراد جان بوجھ کر کسی کام کی طرف توجہ نہ دینا یا اپنے آپ کو ایسے کاموں میں مشغول کیے رکھنا جو اصل مقصد سے توجہ ہٹا دیں۔ جیسے کھلیل کود، دنیا کے کام، بے تحاشا کمانے، سیر و تفریح کرنے، اپنے کسی دل پسند مشغله جیسے پھول اگانا، پیچ دیکھنا، تصویریں بنانا، غیرہ میں اس قدر منہمک ہو جانا کہ نمازیں تک بھول جائیں اور آخرت کی فکر سے دل ہٹ جائے۔

عملہ: محتاجی کی ایسی قسم جس کی وجہ سے ضروریات رک جائیں اور مانگنے کی ذلت اٹھانا پڑے۔ سفید پوشی کا بھرم قائم نہ رہے۔

ذلت: گناہ کی وجہ سے لوگوں میں رسوا ہو جانا، بدنامی ہو جانا، وقار و عزت ختم ہو جانا، جیسے شرابی، نشی، زانی، چور، ڈاکو، سمجھلر، رشوت خور، سودخور، ہم جنس پرست، غبیبت کرنے والا، دوسروں کو جھوٹی باتیں بیان کر کے ہنسانے والا، اٹھ سیدھی حرکتیں کر کے لوگوں کو دکھانے والا، یہ سب عزت و وقار کو ختم کرنے اور اللہ کی نظر میں ذلیل کر دینے والے کام ہیں۔

مسکنت: محتاجی کی ایسی قسم ہے جس میں اپنے ملک اور گھر سے بھی نکل جانا پڑے۔

فقق: ہر گناہ کبیرہ فرق ہے اور جب فرق حد سے بڑھ جائے تو یہ کفر میں جا شامل ہوتا ہے۔ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن کا ارتکاب کرنے والے کو عذاب دینے، اس سے اللہ کے بات نہ کرنے، یا اس کو رویہ قیامت پاک نہ کرنے یا اسے آگ میں ڈال دینے، یا اس پر لعنت کرنے یا اس پر رحمت نہ کرنے کی وعید سنائی گئی۔

سمعة: شهرت کی خواہش ہونا اور اس کے لیے ظاہری یا پوشیدہ کو شش کرنا، یہ ایک چھپی بیماری ہے۔ اور قیچی خصلت ہے۔ جس کا تعلق بری خواہشات سے ہے۔ آخر میں مہلک، خطرناک اور اذیت ناک بیماریوں سے بچنے کی دعا کی گئی ہے۔ یہ صرف چند بیماریوں کے نام ہیں ورنہ دور حاضر میں ظاہر ہونے والی یا قیامت تک ظاہر ہونے والی تمام بیماریاں اس میں شامل ہیں۔

بڑھاپے، گرنے، جلنے، ڈوبنے، میدانِ جنگ سے بھاگنے، ڈسے جانے اور موت کے وقت شیطان کے گمراہ کر سے بچاؤ کے لیے:

(۵۱)۔ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي وَالْهَدَمِ وَالْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ، وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ مُذَبِّرًا وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيعًا۔

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اونچائی سے گر کر، کسی چیز کے نیچے دب کر، ڈوب کر اور جل کر منے سے اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے فتنہ میں بتلا کرے، اور میں تیری راہ میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے مرنے سے اور کسی زہر یا کیڑے کے کامنے کے نتیجہ میں مرنے سے بھی تیری پناہ مانگتا ہوں۔“

[ابوداود: ۱۵۵۰، انسانی: ۵۵۳۳، مسلم: ۲۳۷۳۔ صحیح الجامع: ۱۲۹۳]

(۵۲)۔ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَرَمِ، وَالْتَّرَدِّي، وَالْهَدَمِ، وَالْغَمِّ، وَالْحَرِيقِ، وَالْغَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ يَتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ۔

تَعْوِيذُ اَوْ مَعْوِذَةٍ تَبَوَّعَهُ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ أَمُوتَ لَدِيْغًا

[نَاهٍ: ٥٥٣٢]

(۵۳)۔ ایک روایت میں ترتیب اس طرح ہے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَلْعِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ التَّرَدِّي
وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَرَقِ وَالْحَرَقِ وَأَعُوذُ بِكَ أَنْ..... آگے وہی مضمون
ہے۔ [نَاهٍ: ٥٥٣٥]

وضاحت:

حدادثی یا اچانک موت کئی طرح کے الجھاؤ اور مصائب کا سبب بن جایا کرتی ہے۔ مثلاً: وصیت کرنے کا موقع نہ ملنا۔ کلمہ پڑھنے کا موقع نہ ملنا، تو بہ کا موقع نہ ملنا۔ بدھواں ہو جانا، شکل بگز جانا، عزیز واقارب کو اچانک صدمہ پہنچنا، انہیں ایک موت پر رنج زیادہ ہونا، یہاری کی حالت میں موت آئے تو عزیز واقارب ذہنی طور پر تیار ہو چکے ہوتے ہیں اس لیے صدمہ کم ہوتا ہے۔ مرنے والے کا سخت تکلیف سے گزنا۔

گرنے سے مراد چھت، فضا، پہاڑ، زمین، کسی بلندی سے گرنا مراد ہے۔ اس گرنے میں کسی ذلت، گناہ، کفر اور ارتداد میں گرنا بھی مراد لیا جاسکتا ہے۔

کسی چیز کے نیچے دب جانا، جیسے زلزلہ آنا، گھر کی چھت گر جانا، کوئی مشین وزن اوپر گر جانا، کان کے نیچے دب جانا، کنویں میں دب جانا، ڈرون حملہ، میز اکل اور بھم کا اوپر گرنا بھی ہو سکتا ہے۔ نیز نفسانی خواہشات یا دنیوی تعیشات سے مغلوب ہو جانا بھی مراد ہو سکتا ہے۔

جل کر منے میں، پریشر گر کا پھٹ جانا، بھلی کا کرنٹ لگنا، سوئی گیس کرے میں بھر جانا، کسی گرم چیز سے جلس کرہ جانا وغیرہ۔ اس سے مراد حسد اور کینے کی آگ بھی ہو سکتی ہے۔

سمندر، دریا وغیرہ میں ڈوبنا، بعض اوقات گھر کے چھوٹے حوض وغیرہ میں بھی موت ہو سکتی ہے۔ گناہ میں غرق ہو جانا یاد نیا میں غرق ہو جانا بھی ہو سکتا ہے۔

موت کے وقت شیطان کا فتنہ یہ ہے کہ وہ آدمی کو بہکانے اور اس سے غلط فیصلے، غلط وصیت کروانے اور اس کے دل میں دنیوی امور کی فکر غالب کرنے کی کوشش کرتا ہے، جب کہ اس وقت انسان کو توبہ، انا بت، شریعت کے مطابق درست وصیت اور فیصلے اور ذکر و تلاوت، موت کی یاد اور اللہ کا خوف اپنے اوپر غالب رکھنا چاہے۔

اللہ کے راستے میں جہاد کرنا افضل اعمال میں سے ہے لیکن ایک بار اس مقصد کے لیے نکل کھڑنے ہونے کے بعد عین میدانِ جنگ میں پیٹھ پھیر کر بھاگ جانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اس کے کئی نقصانات ہیں۔ مثلاً بھاگنے والے کا عمل دیکھ کر دوسروں کے دل میں بھی یہ بات آنا کہ ہم بھی بھاگ نکلیں۔ یہ خیال طاری ہو جانا کہ دشمن کا حملہ زوردار ہے اور ہم کمزور ہیں حالاں کہ جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ ہو وہ کیسے کمزور ہو سکتا ہے؟ یہ بزرگی اور بے ایمانی کی کیفیت کا پیدا ہونا ہے۔ اگر کوئی معزز آدمی کسی اہم کام کے لیے بلائے تو اس کام کو مکمل کیے بغیر اور معزز آدمی کی اجازت کے بغیر، اٹھ کر بھاگنا جس طرح بد تہذیبی کے ساتھ ساتھ اس معزز آدمی کی بیعتی کرنے کے متراوٹ ہے اسی طرح میدانِ جنگ سے بھاگنا اللہ

تعالیٰ کے سپرد کیے ہوئے فریضے کو پورا کیے بغیر بھاگ جانا ہے۔ میدان جنگ سے بھاگنے والا اپنی جان بچانے کے لیے بھاگتا ہے گویا اسے یہ یقین نہیں کہ اس جان کا رب اور اسے بچانے یا نکالنے والا ہی میدان جہاد میں بھی رب ہے وہ کوئی اور نہیں ہے اس میں عقیدے کی بہت بڑی کمزوری پائی جاتی ہے۔
کسی جانور کے ڈنے سے تکلیف بہت ہوتی ہے، جسم میں زہر آہستہ آہستہ سرایت کرتا اور رگوں اور آنٹوں کو کامata ہے۔

موزی کیڑے کے ڈنگ سے بچنے کا تعویذ:

(۵۳) جناب سہیل بن ابو صالحؓ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں قبیلہ اسلم کے ایک شخص سے سنا، اس نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ آپؐ کے صحابہ میں سے ایک صحابی آئے اور کہا: اے اللہ کے رسول! آج رات ڈنگ لگنے کی وجہ سے میں صبح تک سونہیں سکا۔ آپؐ نے پوچھا کیا تھا؟ اس نے عرض کیا: بچھو تھا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر تم شام کے وقت یہ دعا پڑھ لیتے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ الْتَّامَاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ.

”میں اللہ کے کامل کلمات کے ساتھ پناہ لیتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا فرمائی ہے۔“
تو تمہیں ان شاء اللہ کوئی ضرر نہ پہنچتا۔

[ابوداؤد: ۳۸۹۸] زیارتی فی الکبری: ۱۰۲۳۰ - موطا: ۲/۹۵۱]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی اسی قسم کی روایت بیان کی گئی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

[ابوداؤد: ۳۸۹۹ - نبی: ۱۰۳۳۵]

درد اور بخار کے شر سے بچاؤ کے لیے:

(۵۵) جس جگہ درد یا تکلیف ہو اس جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھ کر تین بار بِسِمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھیں۔ اس کے بعد سات بار درج ذیل استعاذه پڑھ کر دم کریں:

أَعُوذُ بِاللَّهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجْدُوا حَاضِرًا.

”میں اللہ کی قدرت کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں محسوس کرتا ہوں اور جس کا مجھے اندر یشہ ہے۔“ [مسلم: ۲۸۷۳، اہنکتاب السلام]

(۵۶) بری عمر سے بچنے کا استعاذه:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ سُوءِ الْعُمُرِ.

”اے اللہ! میں تجوہ سے بری عمر (بد عملی والی) سے بچنے کے لیے پناہ طلب کرتا ہوں۔“ [ابن حبان: ۱۰۲۳، اوصح اسناده شعیب الارنو و ط]

وضاحت:

سُوءِ العمر، بَرَزَم، ارذل العمر، سوءِ الکبر اور الکبیر، ان تمام الفاظ میں اللہ تعالیٰ سے ایسی عمر سے بچنے کے لیے پناہ طلب کی گئی ہے جس میں انسان اپنے کام خود کرنے کے قابل نہیں رہتا اور دوسروں کو اس کے کام انجام دینے پڑتے ہیں۔ فرمی عمر یا بڑھاپے کے درج ذیل مصائب اور مسائل ہیں:

قویٰ کا کمزور ہو جانا، اپنے ہاتھوں اپنا کام نہ کر سکنا، مزاج میں چڑچڑا پن پیدا ہونا، غصہ زیادہ ہو جانا، قوتِ برداشت میں کمی، بدگمانی کرنا، کئی طرح کی بیکاریوں کا

لاحق ہو جانا، نیند کم آنا، وقت نہ گزرنے کا احساس ہونا، یادداشت کم ہو جانا، ایک بات کو بار بار دھرانا، جو دماغ میں آجائے اسی وقت کروالینے کے لیے بے قرار ہو جانا، جسمانی صفائی برقرار نہ رکھ سکنا، خدمت کرنے والے بھی طویل عرصے تک خدمت کرتے رہنے کی وجہ سے اکتا جاتے ہیں، اگر اکتا نہیں نہ بلکہ باعثِ اجر ہونے کی وجہ سے بخوبی خدمت کریں تب بھی ان کی اپنی ضروری مصروفیات رک جاتی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے عمر کے اس حصے سے پناہ مانگی ہے لیکن عمر کا المبایا کم ہونا انسان کے اپنے بس میں نہیں ہے۔ خدمت کرنے والوں کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ان پر بھی عمر کا یہ حصہ آسکتا ہے لہذا نرمی، محبت، شفقت، احترام اور خدمت کا دامن کبھی نہ چھوڑیں۔ نیز یہ سوچیں کہ ہمیں بھی بچپن میں ہمارے والدین نے مشقت لیکن نرمی اور محبت سے پالا۔ ہم بھی اس وقت اپنا ہر کام کرنے سے عاجز تھے اللہ تعالیٰ نے والدین ہی کی تربیت و پرداخت کے ذریعے ہمیں اس جوانی کی حالت تک پہنچایا۔ نیز یہ کہ برکت بڑوں کے ساتھ ہے۔ نکمی اور بوڑھی عمر کے ان مسائل اور مصائب سے بچانے پر صرف رب اکرم ہی کی ذات قادر ہے جو موت و حیات اور قوت و ضعف کا مالک ہے۔

دعا رقم ۸۳ اور ۸۴ میں گو صحیح اور شام کے وقت پڑھنے کا تعویذ بتایا گیا ہے لیکن اس میں بڑھاپے کے مصائب سے بچنے کا استعاذه بھی موجود ہے چوں کہ عمر کا تعلق صحیح و شام اور ماہ و سال سے ہے لہذا صحیح و شام کے اس ذکر میں اپنی گزرتی عمر اور آنے والے بڑھاپے کے فتنوں سے بچنے کی دعا کرنی ہی چاہیے۔

فتنة الصدور سے مراد ہینے کے فتنے، یعنی دل کے فتنے ہیں: اس میں درج

ذیل چیزیں شامل ہو سکتی ہیں: شیطانی وساوس کو اپنے اندر جگہ دے دینا۔ برے خیالات کا جڑ پکڑ لینا۔ ایمان کے یا تقدیر وغیرہ کے متعلق شک پیدا ہو جانا۔ کوئی کام کرتے ہوئے اللہ کے لیے نیت خالص نہ ہونا۔ دل میں غیر اللہ کی محبت جم جانا۔ دل کا حق کو قبول کرنے میں سخت ہو جانا۔ کسی کے لیے حسد اور کینہ رکھنا۔ کسی کے بارے میں بدگمانی پیدا ہونا۔ فتنہ و فساد پھیلانے کے ارادے باندھنا۔

(۵۶) رذیل عمر، دنیا اور سینے کے فتنوں سے بچاؤ کا استعما ذہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَرَدَّ إِلَى أَرْذَلِ الْعُمُرِ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الصَّدْرِ، وَبَعْدِ الرِّجَالِ۔

[بخاری: ۲۰۲۔ ابن حبان: ۱۰۱۱]

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں رذیل بڑھا پے میں دھکیلا جاؤں اور پناہ مانگتا ہوں تیری دنیا کے فتنے سے اور پناہ مانگتا ہوں تیری سینے کے فتنے اور لوگوں کی سرکشی سے۔“

(۵۸) محتاجی، قلت، ذلت اور ظلم سے بچاؤ کے لیے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِلَّةِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَظْلِمَمْ أَوْ أُظْلَمَمْ۔

”اے اللہ! میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں فقر و غربت اور قلت و ذلت سے، اور میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں کسی پر ظلم کروں یا کوئی دوسرا مجھ پر ظلم کرے۔“ [نسائی: ۵۲۶۰۔ صحیح الجامع: ۱۲۹۸۔ ابو داود: ۵۲۳۔ سنن البحری: ۷۸۹۶]

وضاحت:

قلت سے مراد ایمان کا کم ہونا بھی ہے اور اعمالی خیر کا کم ہونا یا ان کے اسباب کی قلت بھی اسی میں شامل ہے۔ مثلاً مال و اولاد کا کم ہونا کیوں کہ ان کی کمی سے اعمالی خیر کرنے کے موقع کم ہو جاتے ہیں۔ بچے دو ہیں اپھے والا نسخہ قطعی درست نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے صیغہ امر کے ساتھ بھی ان چیزوں سے پناہ مانگنے کا حکم دیا ہے۔ [نامی: ۵۲۶۳ - ۵۲۶۶] این ماجہ: [۳۸۲۲]

(۵۹) سیدنا عمر بن الخطبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ پانچ چیزوں سے پناہ طلب کیا کرتے اور فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْجُنُونِ، وَالْبُخْلِ وَسُوءِ الْعُمُرِ وَفِتْنَةِ
الْصَّدْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ [نامی: ۵۲۸۳]

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں، بزدی، بخل، بری اور نکمی عمر، یعنی کفتہ اور عذاب قبر سے۔“

(۶۰) سیدنا زید بن ارقم بن الحوشہ نے جناب عبد اللہ بن حارث سے کہا: کیا میں تمہیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو رسول اللہ ﷺ ہمیں سکھایا کرتے تھے۔ کہو:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسْلِ وَالْجُنُونِ وَالْبُخْلِ
وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَفِتْنَةِ الدَّجَالِ۔ اللَّهُمَّ أَتِ نَفْسِي
تَقْوَاهَا وَرَزْكِهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ رَزَّكَاهَا أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔ اللَّهُمَّ
إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ، وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشُعُ، وَمِنْ نَفْسٍ لَا
تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا۔ [صحیح الجامع: ۱۲۹ - نامی: ۵۲۶۰]

”اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بے بسی، کاہلی و سُستی، بُزدلي، بخل، شدید بڑھاپے، عذاب قبر اور فتنه دجال سے، اے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرم اور اس کا تزکیہ فرم اور تو ہی بہترین تزکیہ کرنے والا ہے۔ تو ہی اس کا آقا و دوست ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بے فائدہ علم، بے خشوع دل، سیر نہ ہونے والے نفس اور اس دعا سے جو قبول نہ ہو،“
اوپر، نیچے اور دائیں باعکس سے آنے والے حادثات سے بچاؤ کا استعازہ:

(۶۱) اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّهُمَّ إِنِّي
أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي دِينِي وَدُنْيَايَ وَأَهْلِي وَمَا لِي اللَّهُمَّ
أَسْتَرْعُورَاتِي وَأَمِنْ رَوْعَاتِي اللَّهُمَّ احْفَظْنِي مِنْ بَدْنِ يَدَيِّ وَمِنْ
خَلْفِي وَعَنْ يَمْينِي وَعَنْ شَمَائِلِي وَمِنْ فَوْقِي وَأَعُوذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ
أُغْتَالَ مِنْ تَعْبُتي۔ [صحیح البخاری: ۳۸۷۱۔ ابو داود: ۵۰۷۳]

”اے اللہ! بے شک میں آپ سے دنیا و آخرت میں معافی اور عافیت کی درخواست کرتا ہوں۔ اے اللہ! بے شک میں آپ سے معافی اور عافیت کی درخواست کرتا ہوں اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل و مال میں۔ اے اللہ! میرے پردے والی باتوں پر پرده ڈال اور میرے خوف و ہراس کو (امن میں) بدل دے۔ اے اللہ! تو میری حفاظت فرم امیرے سامنے سے، میرے پیچھے سے، میری دائیں طرف سے اور میری باعکس طرف سے اور میرے اوپر سے، اور میں تیری عظمت کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ ناگہاں اپنے نیچے سے ہلاک کیا

جاوں۔“

وضاحت:

بنیادی طور پر یہ دعائے عافیت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:
 وَسْلُوا اللَّهَ الْمُعَافَةَ، فَإِنَّهُ لَمْ يَوْتَ أَحَدٌ بَعْدَ الْيَقِينِ خَيْرًا مِنِ
 الْمَعَافَةِ

”اللہ سے عافیت کا سوال کیا کرو، کسی کو یقین و ایمان کے بعد عافیت سے بہتر
 کوئی چیز نہیں مل سکتی۔“ [بن ماجہ: ۳۸۲۹ - احمد: ۱/۵، ۳]

یہ ایک جامع دعا ہے جو اہل و مال کے ساتھ ساتھ اپنے نفس کی عافیت کی
 طلب پر مشتمل ہے۔ میرے پردے والی باتوں پر پردہ ڈال دے اور پردے
 والی بہت سی جانی آن جانی، باتیں ہوتی ہیں۔ خوف بھی کئی قسم کے ہوتے
 ہیں: دشمن کا خوف، محاجی، بیماری، رسوائی، اولاد کی نافرمانی، شوہر کی ناشکری یا
 نافرمانی، بیوی کی بد زبانی، آخرت میں جواب طلبی غرض یہ ہر قسم کے خوف کو امن
 میں بدل دینے کی دعا ہے۔ حملہ دشمن کا ہو یا شیطان کا، آفات کا ہو یا نفس کا وہ ہر
 طرف سے ہو سکتا ہے لہذا ان تمام حملوں سے بچانے والا صرف رب اکبر ہی
 ہے۔ نیچے سے ہلاک ہونے سے مراد ہم دھماکا ہونا یا زمین میں دھنس جانا کسی
 زہر لیے جانور کا ڈس لینا بھی ہو سکتا ہے۔

مَدِ مُقاَبِلٍ دَشْمَنَ كَشَرٍ سَبَبَنَ كَلَيْهِ

نبی اکرم ﷺ یہ دعا ہر صبح کو پڑھا کرتے تھے۔

(۶۲) اللَّهُمَّ إِنِّي نَجَعَلُكَ فِي تُخْوِرِهِمْ وَتَعْوِذُ بِكَ مِنْ شُرِّهِمْ۔
 محکم دلائل و برایین سے مزین منتوں و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

”اے اللہ! ہم تجھے ان کے مقابلے میں کرتے ہیں اور ان کی شرارتیوں سے تیری پناہ میں آتے ہیں۔“ [ابوداؤد: ۸۹/۲]

بچوں کو اللہ کی پناہ میں دینے کے لیے:

(۶۳) رسول اللہ ﷺ سیدنا حسن اور حسین علیہما السلام کو اس تعوذ کے ساتھ دم کرتے اور فرماتے کہ تمہارے دادا ابراہیم علیہما السلام کے ساتھ سیدنا اسماعیل اور اسحاق علیہما السلام کو دم کیا کرتے تھے:

**أَعِينُدُ كُمَا بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ
وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔** [بخاری: ۱۱۹/۳]

”میں تم دونوں کو اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں دیتا ہوں، ہر شیطان اور زہر میلے جانور سے اور ہر طرح کی نظر بد سے۔“

وضاحت:

علوم ہوا صرف اللہ کے کلمات ہی کامل، تام اور مقدس ہیں لہذا انہی کے ذریعے پناہ حاصل کرنی چاہیے۔ بچوں کو اچھے برے کی سمجھ نہیں ہوتی اس لیے شیطان ان کو آسانی سے درگلاسکتا ہے لہذا یہ تعویذ شیطان سے بچاؤ کا بہترین ذریعہ ہے۔ بچوں کو نظر بھی جلدی لگتی ہے لہذا اس دم کو پڑھ کر بچوں کو اللہ کی پناہ میں پورے یقین کے ساتھ دینا چاہئے۔ نظر بد کے لیے دیکھیے کتابچہ: نظر لگانا نظر بد سے بچنے کے لیے:

(۶۴) **أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ التَّامَّةِ، مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ، وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ۔** [بخاری: ۳۱۹۱]

”میں پناہ لیتا ہوں اللہ کے مکمل کلمات کی ہر شیطان اور زہر میلے جانور اور ہر طرح کی نظر بد سے بچنے کے لیے۔“
بیوی کے شر سے بچاؤ کا استغاثہ:

جب کوئی شخص نکاح کرتے تو اپنی بیوی کی پیشانی پکڑ کر یہ دعا پڑھے:
 (۶۵) **اللَّهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ.** [ابوداود: ۲۸۳ / ۲ - ابن ماجہ: ۴۱۸ / ۱]

”اللہی! میں تجھ سے اس کی خیر و بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بھلائی کا بھی جس پر آپ نے اسے پیدا کیا اور تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس چیز کے شر سے جس پر آپ نے اسے پیدا کیا۔“
وضاحت:

بیوی کا شر درج ذیل ہے: فضول خرچ ہو، زبان دراز ہو، شوہر کی عزت کا پاس نہ رکھے، گھر کا نظام درست نہ رکھ سکے، برے کردار والی ہو، سلیقہ مند نہ ہو، دین سے بیگانہ ہو، بچوں کی تربیت دین کے مطابق کرنے والی نہ ہو، غرض ان تمام شر پہنچانے والی عادات سے بچنے کے لیے اللہ کی پناہ طلب کی جا رہی ہے اور جو خیر اس کی جبلت میں ہے اس کی دعا کی جا رہی ہے۔ اگلی دعائے استغاثہ بھی بیوی یا شوہر کے شر سے بچنے کے لیے پڑھی جاسکتی ہے جب کہ دعا رقم: ۲۷ میں صاحب الموء (برے ساتھی) سے مراد شوہر یا بیوی بھی ہو سکتا ہے۔

غور کیجیے: دہن کو گھر میں لانے کے بعد جو رسماں کی جاتی ہیں یہ دعا ان کے مقابلے میں کس قدر مضبوط، جامع اور خوب صورت ہے۔

برے پڑوئی، برے بیٹی، مال اور برے دوست کے شر سے
بچاؤ کے لیے:

(۶۶) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَارِ السُّوءِ، وَمِنْ زَوْجٍ تُشَيَّبُهُ نَفْسٌ قَبْلَ
الْمَيْشِيبِ، وَمِنْ وَلَدَ يَكُونُ عَلَيْكَ رَبِّاً، وَمِنْ مَالٍ يَكُونُ عَلَيْكَ عَذَابًا.
وَمِنْ خَلِيلٍ مَا كَرِيرٌ عَيْنُهُ تَرَانِي، وَقَلْبُهُ يَرِي عَانِي، إِنْ رَأَيْتَ حَسَنَةً دَفَنَهَا،
وَإِذَا رَأَيْتَ سَيِّئَةً آذَا عَهَا۔ [سلسلة الصحيح: ۱۳۱]

”اے اللہ! میں تیری پناہ طلب کرتا ہوں، برے پڑوئی سے اور ایسے شوہر/ بیوی سے جو مجھے بڑھا پے سے پہلے بوڑھا کر دے اور ایسی اولاد سے جو میرا آقا بن بیٹھے اور ایسے مال سے جو میرے لیے باعثِ عذاب بن جائے اور ایسے چال باز دوست سے جس کی آنکھیں مجھے دیکھ رہی ہوں اور اس کا دل میری غرائبی کر رہا ہو اور جو میری ہر یکی کو دباتا جائے اور ہر برائی کو پھیلاتا جائے۔“

وضاحت:

اگر شوہر یا بیوی براپلے پڑ جائے تو زندگی کس قدر اجریں ہو جاتی ہے اس سے ہم سب لوگ واقف ہیں۔ اولاد کا آقا بننے سے مراد اس کا والدین پر حکم چلانا، انہیں ڈائننا، اپنا کام نکلوانے یا بات منوانے کے لیے انہیں دھمکیاں دینا، یا ان پر تشدید کرنا، ان کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنا، گالی گلوچ کرنا، انہیں طعن دینا، ان سے زبردستی مال لے لینا، ان کا دل دکھانا، والدین کے ساتھ یہ سب کچھ کرنا گناہ کبیرہ میں شامل ہے۔ دور حاضر میں یہ سب صورتیں عام ہیں۔ والدین کو عزت سے مخاطب کرنا، محبت کے ساتھ ساتھ ان کی خدمت کرنا، ادب کے ساتھ

ان سے پیش آنا، اپنا مال ان پر خرچ کرنا، اپنی اولاد کو ان کی خدمت اور ادب سکھانا، ان کی بیماری اور پریشانی میں دل جوئی کرنا، بڑھاپے میں ان کی نرمی کے ساتھ دیکھ بھال کرنا، ان کے بہن بھائیوں اور عزیزوں دوستوں کا بھی خیال رکھنا یہ سب باعثِ اجر کام ہیں۔

مال کے باعثِ عذاب بننے کی صورتیں درج ذیل ہیں۔ مال میں حرام شامل ہو جانا جو آخرت کے عذاب کا باعث ہے۔ مال کا ناجائز اور حرام امور پر خرچ ہونا، اولاد کا مال ہتھیانے کے لیے والدین کو تنگ کرنا یا قربی رشتہ داروں اور شرکت داروں کا مختلف حیلے کرنا۔ مال کے لیے کسی صاحب مال کو قتل کر دینا۔ وراثت اور جاسیداد کے جھگڑے پیدا ہونا۔ مال کے چرائے جانے کی فکر لاحق رہنے کی وجہ سے حقوق اللہ اور حقوق العباد بھی ادا کرنے میں یک سوئی نہ رہنا۔

ایسے دوستوں کو چھوڑ دینا چاہیے کہ یہ بدترین سماحتی ہیں۔ انسان کو ہمیشہ با ایمان، خیر خواہ اور سمجھدار لوگوں سے دوستی کرنی چاہیے۔

(۶۴) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ جَارٍ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ فَإِنْ جَاءَ الْبَادِيَةَ يَتَحَوَّلُ .

”اے اللہ! میں شہر میں برے پڑوی سے تیری پناہ چاہتا ہوں کیوں کہ صحرائی

پڑوی پھر تارہتا ہے۔“ [صحیح البخاری: ۳۰۸ - صحیح النبی: ۱۱۸ / ۳]

وضاحت:

برا پڑوی ہر وقت تنگ کرتا رہتا ہے۔ پھر پڑوی کا ساتھ مستقل ہوتا ہے جب کہ خانہ بدوش تو جگہ بدلتے رہتے ہیں لہذا مقیم پڑوی سے بیننا ممکن نہیں ہوتا۔ محکم دلائل و برا آیین سے مزین ممنوع و منفرد کتب پر متفقہ مفت اپنی لائن مکتبہ

برے پڑوی کی وجہ سے سکون غارت ہو جاتا ہے۔ لُوہ لگانا، بے وقت گھر میں آدمیکن، قرض یادگیر اشیاء مانگتے رہنا، لگلی میں سواری کھڑی کرنے یا کوئی چیز رکھنے پر جھگڑا کھڑا کر دینا، گھر میں جھانکنا، یہ سب برے پڑوی کی عادات و علامات ہیں۔ دعا رقم: ۱۲۵ اور رقم: ۲ بھی اس مقصد کے لیے پڑھی جاسکتی ہے۔

(۶۸) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوءِ، وَمِنْ لَيْلَةِ السُّوءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوءِ وَمِنْ صَاحِبِ السُّوءِ وَمِنْ جَارِ السُّوءِ فِي دَارِ الْمُقَامَةِ۔ [ابن القاسم: ۷۲۲۲ - صحيح الجامع: ۱۲۹۹]

”یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برے دن سے، اور بری رات سے، اور برے وقت سے اور ساتھی سے اور مستقل جائے قیام کے برے پڑوں سے۔“

(۶۹) اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، اللَّهُ أَكْبَرُ، سُبْحَانَ الَّذِي سَخَّرَ لَنَا هَذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِينَ وَإِنَّا إِلَى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُونَ، اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ فِي سَفَرِنَا هَذَا الْبَرَّ وَالثَّقُولَ، وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تُرْضِي، اللَّهُمَّ هَوْنَ عَلَيْنَا سَفَرُنَا هَذَا وَاطْبُوعْنَا بُعْدَهُ، اللَّهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ، وَالْخَلِيفَةُ فِي الْأَهْلِ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْدَ النَّاسِ السَّفَرِ، وَكَبَّةُ الْمُنْظَرِ وَسُوءُ الْمُنْقَلَبِ فِي الْمَالِ وَالْأَهْلِ، آتِيُّونَ، تَأْتِيُونَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ۔ [مسلم: ۹۹۸ / ۲]

”الدسب سے بڑا ہے، اللدب سے بڑا ہے، اللدس سب سے بڑا ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارا پابند کیا حالانکہ ہم اسے قابو میں نہیں لا سکتے تھے۔ اور یقیناً ہم اپنے رب ہی کی طرف واپس جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم تجھ سے

اپنے اس سفر میں نیکی اور تقویٰ کا سوال کرتے ہیں اور ایسے عمل کا (سوال کرتے ہیں) جسے تو پسند فرمائے۔ اے اللہ! ہمارا یہ سفر ہم پر آسان فرمادے اور اس کی لمبی مسافت ہم سے لپیٹ دے۔ اے اللہ! تو ہی اس سفر میں (ہمارا) ساتھی ہے۔ اور (تو ہی) گھر (اور مال و دولت) میں نائب ہے۔ الہی! میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس سفر کی مشقت سے اور اس کے تکلیف دہ منظر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں مال اور اہل میں بڑی واپسی سے۔ (ہم) واپس لوٹنے والے ہیں تو بہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے، اور اپنے رب ہی کی تعریف کرنے والے ہیں۔“

(۶۸)۔ ایک روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سفر پر جاتے تو آسمان کی طرف انگشت شہادت سے اشارا کرتے۔ (شعبہ راوی نے انگلی آسمان کی طرف لمبی کر کے اشارا دکھایا) اور فرماتے:

اللَّهُمَّ أَنْتَ صَاحِبُ السَّفَرِ وَالْخَلِيفَةِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ ،
اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْدَ السَّفَرِ وَكَابَةِ الْمُنْقَلِبِ

[نسائی: ۵۵۰۳ - ترمذی: ۳۲۳۸]

(۴۰)۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ سفر پر جاتے تو یہ دعا پڑھتے اور واپسی پر بھی یہی دعا پڑھتے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ وَعْدَ السَّفَرِ وَكَابَةِ الْمُنْقَلِبِ، وَالْكُورِ
بَعْدَ الْكُورِ وَدَعْوَةِ الْمَظْلُومِ وَسُوءِ الْمُنْظَرِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ .

”یا اللہ! میں اس سفر کی مشقت سے، پریشان گن واپسی سے، کمال کے بعد تنزل سے، مظلوم کی بد دعا سے اور اہل و عیال اور مال میں بڑی صورت حال نظر محکم دلائل و برائین سے لمزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آنے سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔” [سنن بن ماجہ: ۳۸۸۸ - مسلم: ۱۳۲۳] سنن نسائی کی روایت میں **الاکھل و المال** کے بعد **والولد** (اور اولاد میں) کا بھی ذکر ہے۔ [نسائی: ۵۵۰] **وضاحت:**

وعشاء السفر سے مراد سفر میں پیش آنے والی مشقت ہے مثلاً سواری یا نشت اچھی نہ ملنا، وقت پر مظلوم بہ جگہ پرنہ پیچ جانا، بھوک پیاس سے دو چار ہونا، صحت کا ٹھیک نہ رہنا، ساتھ سفر کرنے والے کا بد تہذیب ہونا، غیر معمولی تھکاوٹ وغیرہ۔

کتابۃ المُنْقَلَب: پریشان کن واپسی سے مراد درج ذیل چیزیں ہو سکتی ہیں: جس مقصد کے لیے سفر کیا تھا اس کا پورا نہ ہونا، غم زدہ اور پریشان کن خبر سننا، کوئی نقصان ہو جانا، کام صحیح نہ ہونا یا اس میں کوئی کمی رہ جانا، حادثہ ہو جانا، ناگہانی صورتِ حال میں سفر سے واپس آنا، کام کے دوران ہی کسی وجہ سے فوراً واپس آنا پڑنا، ناکامی کا سامنا نہ ہو وغیرہ۔

الْخُوَرِ بَعْدَ الْكَوْرِ سے مراد ترقی سے تنزلی کی طرف آنا یا اچھی حالت سے بری حالت کی طرف آنا ہے مثلاً خوش سفر پر گئے تھے لیکن واپس ہوتے ہوئے اس قدر خوش نہیں ہیں..... ایمان کے بعد کفر، نیکی کے بعد گناہ، خوش حالی کے بعد نیک دستی، مسرت کے بعد رنج، تقویٰ کے بعد اللہ سے بے خوفی یہ تمام صورتیں ہو سکتی ہیں۔

دعاۃ المظلوم سے مراد مظلوم کی بد دعا ہے۔ مراد یہ کہ ہمارے ہاتھوں

تَعْوِيذُ اور مَعْوِذَاتٍ بِنُوبَيْهِ

اس سفر میں کسی پر ظلم نہ ہو یا ہم کسی کا حق نہ ماریں۔ کسی سے جھگڑا نہ کریں، کسی کو گالی نہ دیں، کرایہ دیتے ہوئے پورا دیں، لین دین میں دیانت داری کا خیال رکھیں، کسی کو راہ چلتے نہ چھیڑیں، کسی کی جگہ پر قبضہ نہ کریں، کسی سے دھوکہ دی نہ کریں، کسی کو نقصان پہنچانے والا معاملہ نہ کریں۔

اہل و مال اور بچوں میں بر امنظر دیکھنے سے مراد یہ ہے کہ ان کے حوالے سے کوئی حادثہ نہ دیکھنا پڑے، بچے خوش و خرم، تند رست اور فرماں بردار ہوں۔ بیوی یا دیگر گھروالے بھی عافیت سے رہیں، مالی یا جانی حادثہ یا نقصان نہ ہو۔ وغیرہ

غور کیجیے! سفر میں امام ضامن یا راہگی باندھنا یا بکالا پرانا لٹکا دینا یہ تمام تحفظات مہیا کر سکتا ہے؟ یا یہ تمام حاجات پوری کر سکتا ہے؟ پھر ہم رب کریم کے بنی کریم ﷺ کا یہ دعائیہ نسخہ کیوں نہ استعمال کریں، ہم اسے تعویذ و تعوذ کیوں نہ بنائیں؟ اس میں وہ ہر دعا اور خواہش آگئی ہے جو سفر پر جانے والے کو درکار ہوتی

صَحَّ كَذَرْ مِنْ نَفْسٍ أَوْ شَيْطَانٍ كَشَرَ سَعَادَةٌ

(۱) أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ يَلْهُو رَبِّ الْعَالَمِينَ، اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهُذَا الْيَوْمِ: فَتْحَهُ، وَنَصْرَهُ، وَتُؤْزَرَهُ، وَهُدَاهُ، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا۔ [ابوداؤد: ۳۲۲/۳]

”ہم نے اور اللہ رب کائنات کے ملک نے صبح کی۔ اے اللہ! میں آپ سے مانگتا ہوں اس دن کی بہتری، اس کی فتح و نصرت، اس کا نور اور اس کی برکت اور ہدایت۔ اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس دن کے شر اور اس کے بعد والے دنوں

کے شر سے۔“

آنڈھی کے شر سے بچاؤ کا استعاذه:

(۴۲). اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا۔

[ابوداؤد: ۳۲۶ / ۲ - ابن ماجہ: ۱۲۲۸ / ۲]

”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس کے شر سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔“

(۴۳). اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا، وَخَيْرَ مَا فِيهَا، وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا، وَشَرِّ مَا فِيهَا، وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ إِلَيْهِ۔

[مسلم: ۶۱۶ / ۲ - بخاری: ۷۶ / ۲]

”اے اللہ! میں تجھ سے اس کی بہتری اور اس میں موجود چیز کی بہتری کا سوال کرتا ہوں اور اس چیز کی بہتری کا جس کے ساتھ یہ بھی گئی ہے اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جو اس میں ہے اور اس چیز کی برائی سے جس کے ساتھ یہ بھی گئی ہے۔“
بادل دیکھ کر:

(۴۴). سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ جب بادل نمودار ہوتے تو آپ جس کام میں بھی مصروف ہوتے، خواہ نماز ہی میں کیوں نہ ہوتے، اسے چھوڑ کر بادل کی طرف متوجہ ہو جاتے اور فرماتے:

اللَّهُمَّ إِنَّا نَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أُرْسِلَ إِلَيْهِ۔

”یا اللہ! ہم اس چیز کے شر سے تیری پناہ میں آتے ہیں جو کچھ دے کر یہ بھیجا

گیا ہے۔“

اگر بارش شروع ہو جاتی تو فرماتے :**اللَّهُمَّ صَبِّئْنَا فِي**
يَا اللَّهُ اس بارش کو نفع مند بنادے۔

ایسا دو یا تین بار فرماتے، اگر بارش نہ ہوتی، اللہ تعالیٰ بادل کو ہٹا دیتا تو اس کا شکر ادا کرتے۔ [ابن ماجہ: ۳۸۸۹۔ ابو داؤد: ۵۰۹۹]

نیا لباس پہننے کی دعا:

(۵) **أَللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ كَسُوتَنِي إِنَّكَ مِنْ خَيْرِهِ وَخَيْرُ مَا صَنَعَ لَهُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهِ وَشَرِّ مَا صَنَعَ لَهُ.**

[مختصر شمائل الترمذی لللبانی، ج: ۲، ص: ۲۷]

”اے اللہ! تیرے ہی لئے ہر قسم کی تعریف ہے، تو نے ہی مجھے یہ پہنا یا۔ میں تجھ سے اس کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس کام کی بھلائی کا جس کے لئے اسے بنایا گیا ہے۔ اور میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس کے شر سے اور اس کام کے شر سے جس کے لئے اسے بنایا گیا ہے۔“

وضاحت:

لباس کے فتنے درج ذیل ہیں: نئے یا اچھے لباس کی وجہ سے تکبر کرنا۔ اپنے آپ کو بہت امیر سمجھنا۔ ستر پوشی کی بجائے نمائش جسم کا کام لینا مثلاً باریک، چست، غیر ساتر، کافروں کی مشاہدہ اور فیشن پرست یعنی ماذل گرل جیسا لباس پہنانا۔ تصاویر والا، انگلش یا کسی بھی نامعلوم زبان کے الفاظ والا لباس پہنانا۔ لباس پہن کر عاجزی اختیار نہ کرنا۔ لباس پہن کر اللہ کا شکر ادا نہ کرنا۔ لباس بظاہر صاف

شفاف ہو لیکن اس کی طہارت کا خیال نہ رکھنا۔ جو شخص سادہ، مناسب، معمولی قیمت والا لباس پہنے گا اور درج بالاقفتوں سے بچے گا اسے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز تیقیتی حلہ پہنانے گا۔ [تفصیل کے لیے دیکھیے: عورت کا لباس] مسجد میں داخل ہونے کی دعا:

(۶) أَعُوذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِوْجَهِهِ الْكَرِيمِ وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيرِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ۔ بِسْمِ اللَّهِ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ。 أَللَّهُمَّ افْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔

[ابوداؤ: ۱۲۶، صحیح الجامع: ۵۲۸، مسلم: ۱/ ۳۹۳ - ۱/ ۱۲۶]

”میں عظمت والے اللہ، اس کے کریم چہرے اور اس کی قدیم سلطنت کی پناہ میں آتا ہوں شیطان مردوں سے۔ اللہ کے نام کے ساتھ (داخل ہوتا ہوں) اور صلواۃ وسلم ہو رسول اللہ ﷺ پر۔ اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔“

وضاحت:

مسجد دنیا کی تمام جگہوں سے بہترین جگہ ہے اور باز اردنیا کی بدترین جگہیں ہیں۔ مسجد ہی میں جس کا دل انکار ہے روز قیامت عرش کے سامنے تلے ہوگا۔ مسجد رب کریم کا وہ دربار ہے جس میں گداوشاہ سب ایک صاف میں کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوتے اور رب عظیم کی عظمتوں کا اعتراف کرنے کے ساتھ ساتھ اس سے نماز کی صورت میں دعاء و مناجات کرتے ہیں۔ شیطان چاہتا ہے کہ بندہ مسجد سے دور رہے جب کہ اللہ چاہتا ہے کہ بندہ مسجد ہی سے چمنا رہے، دنیوی کام کے

لیے مسجد سے اگر نکلے بھی تو دل اس کا وہیں ہو۔
بیت الخلا جانے کی دعا:

(۴) إِبْسِمِ اللَّهُ أَللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْجَبَائِرِ۔

[بخاری: ۱/۲۵، مسلم: ۱/۲۸۳، شروع میں یہم اللہ کی زیادتی سعید بن منصور نے یہاں
کی ہے، دیکھئے فتح الہاری: ۱/۲۲۲]

”اللہ کے نام کے ساتھ) اے اللہ، میں تیری پناہ میں آتا ہوں جنوں اور
جنپیوں سے۔“
وضاحت:

استغفار میں خبث اور خبائث کا لفظ آیا ہے جن کا مطلب گندگی اور گندی
چیزیں بھی ہے۔ اس میں درج ذیل چیزیں شامل ہو سکتی ہیں: شرک، نفاق، ریا،
تکبیر، بر اخلاق، برے اعمال، گندے الفاظ بولنا، ستر کا خیال نہ رکھنا، گناہ والی
جگہوں پر جانا، حرام مال کھانا، حرام اشیاء شراب وغیرہ کا استعمال کرنا۔ خبث اور
خبائث سے مراد جن اور جنپیاں یعنی مذکور اور موئث شیطان ہیں، ان کے شر درج
ذیل ہیں:

کفر و شرک اور نفاق میں بٹلا کرنا، بے حیائی، گندگی میں بٹلا کرنا، توہمات کا
شکار کر دینا، نفس میں لائق، بخل اور ریا بھر دینا۔ آدمی کوڑ رانا، دھمکانا، برائی کرنے
پر کوئی لائق دینا وغیرہ۔

بیت الخلا وہ واحد جگہ ہے جہاں اللہ کا نام لینا منسوب ہے۔ لہذا اس جگہ پر
شیطان خاص طور پر ڈیرہ جھاتا ہے۔ شیطانی چیزیں کی سب سے پسندیدہ جگہ وہ

تعمیذ اور معوذات نبویہ

ہے جہاں ظاہری خباثت اور شرک کی نجاست موجود ہے۔ اس لیے بیت الخلاء میں جاتے ہوئے مذکورہ کلمات کے ساتھ استغاثہ کرنے سے انسان اس کے شر سے نجات ہے۔ نیز بسم اللہ کہنے سے شیطان اور انسان کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے بیت الخلاء میں پہلے بایاں اور پھر دایاں پاؤں رکھیں۔ داخل ہونے سے پہلے مذکورہ دعا پڑھیں۔

(۸) گھر سے نکلتے وقت استغاثہ:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ أَنْ أُظْلَمَ أَوْ أُضْلَلَ أَوْ أُزْلَلَ أَوْ أُظْلِمَ أَوْ أُجْهَلَ أَوْ يُجْهَلَ عَلَيَّ۔

[ابوداؤد: ۲۲۵ ترمذی: ۵/۲۹۰ صحیح الترمذی: ۳/۱۵۱]

”اے اللہ! میں تیری پناہ میں آتا ہوں (اس بات سے) کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے، میں پھسل جاؤں یا مجھے پھسلا دیا جائے، میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے، میں کسی سے جہالت سے پیش آؤں یا میرے ساتھ جہالت سے پیش آیا جائے۔“ [شیخ البانی نے اسے صحیح کہا جب کہ دیگر محققین کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔ دیکھیے ابن ماجہ: ۳۸۸۲ شرح صلاح الدین یوسف]

وضاحت:

باہر کی دنیا دراصل ہر قسم کے شر کی دنیا ہے۔ برے بھلے ہر طرح کے لوگوں سے سابقہ پڑتا ہے، دھوکا، جھوٹ، قتل، جھگڑا، گالی گلوچ، نظر کے فتنے، سماعت کے فتنے، اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے فتنے سب گھر سے باہر ہی پیش آتے ہیں۔ باہر کے مقابلے میں گھر کی دنیا آرام و سکون کی دنیا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے

فتنوں کے دور میں حکم دیا کہ گھر میں بیٹھ رہنا۔

بہر حال کس قدر جامع، خوب صورت اور مکمل دعا ہے۔ جس میں بندہ اپنے رب سے درج ذیل قسم کی چیزوں کے شر سے بچنے کا استغاثہ کرتا ہے:

میں خود گمراہی کا شکار نہ بنوں، نہ ہی میں کسی کو گمراہی کی طرف لانے کا سبب بنوں۔ نہ میں حق کے راستے سے پھسلوں اور حق پر چلنے میں کمزور پڑوں نہ میں کسی کو حق سے پھسلانے یا حق کے متعلق شکوک میں بختلا کرنے کا سبب بنوں۔ نہ میں کسی پر ظلم کروں، نہ کسی کا حق دباوں بلکہ اپنے معاملات سیدھے اور صاف رکھوں یہ سب جاہل نہ کام ہیں لہذا مجھے جہالت کے ارتکاب سے بچا لینا اور جس نے میرے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ہوا سے بھی جہالت یعنی نامناسب، تکلیف دہ اور غیر منصفانہ رویے کا اظہار نہ ہو۔ دو ریاضت میں حقوق العباد ادا نہ کرنے کی وجہ سے باہمی تعلقات کشیدہ ہو جاتے ہیں۔ پھر جب ناچاقیاں حد سے بڑھ جاتی ہیں تو کسی پیر، بابے، عامل اور پروفیسر نجومی کی تلاش کی جاتی ہے۔ ان سے وظیفے، تعویذ اور حل مانگے جاتے ہیں۔ اگر درج بالا تعویذ پر غور کریں تو پتا چلے گا کہ باہمی تعلقات خوش گوار رکھنے کا سب سے بڑا تعویذ اپنے رویوں کی اصلاح کرنا ہے، خیر خواہی، ایثار، ہمدردی، حسن ظن اور باہمی اخوت کو اپنے اندر پیدا کرنا ہو گا۔ ان شاء اللہ بہتری ہو گی۔ اسے بڑھ کر باہر نکلے اور اپنے آپ کو فتنوں سے بچانے کا خیال بھی رکھا تو ان شاء اللہ نفع سکیں گے۔

سوتے وقت استغاثہ:

(۴۹)۔ سیدہ عائشہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ و آله و سلم جب اپنے بستر پر لیٹ محکم دلال و برائین سے مزین متتنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

جاتے تو اللہ کی پناہ چاہنے والے اذکار پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں میں پھونک مارتے اور پھر ہاتھوں کو پورے جسم پر پھیر لیتے۔ [ترمذی: ۳۲۰۲ سن ان ماجہ: ۳۸۷۵]

انہی سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب اپنے بستر پر تشریف لاتے تو سورۃ اخلاص، سورۃ فلق اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنی ہتھیلیوں کو جمع کر کے ان میں پھونک مارتے اور پھر جہاں تک ممکن ہوتا ہاتھوں کو اپنے بدن مبارک پر پھیر لیتے، آپ اپنے سر، چہرہ اور جسم کے سامنے والے حصہ سے شروع کرتے تھے۔ [بخاری: ۵۰۱۷ مسلم: ۲۱۰۲]

سورة الفلق

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا
وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفَّاثَاتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ.**

”(آپ) کہہ دیجئے میں پناہ چاہتا ہوں صبح کے رب کی، اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی اور اندر ہرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھپ جائے۔ اور گروں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔“

سورة الناس

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

**قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِكِ النَّاسِ إِلَهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ
الْوُسُواں الْخَنَّاسِ الَّذِي يُوسُوْسُ فِي صُدُورِ النَّاسِ مِنَ الْجَنَّةِ**

والثايس۔

”(آپ) کہہ دیجئے میں پناہ چاہتا ہوں لوگوں کے رب کی، لوگوں کے بادشاہ کی، لوگوں کے معبود کی، وسوسہ ڈالنے والے شیطان سے جو آنکھوں سے اوچھل ہے۔ جو وسوسہ ڈالتا ہے لوگوں کے سینوں میں۔ جنوں میں سے اور انسانوں میں سے۔“

وضاحت:

ان سورتوں میں درج ذیل چیزوں کے شر سے بچنے کی استدعا کی گئی ہے:
 ہر چیز میں جو بھی شر رکھا گیا ہے، اندھیرے کا شر، کیوں کہ اسی میں شیطان زمین پر پھلتے ہیں، اندھیرے ہی میں مجرم جرام کرتے ہیں۔ رات کے اندھیرے میں کلب، سینما، تھیٹر، بازاروں کی روشنیاں عروج پر ہوتی ہیں جن میں خبیث شیطانی کھیل کھیلے جاتے ہیں۔ نیز یہ اندھیرا اکفر بھی ہو سکتا ہے اور شرک بھی، ظلم بھی ہو سکتا ہے اور کسی کی حق تلفی بھی۔ یہ اندھیرا عقل پر بھی غالب آ سکتا ہے اور دل پر بھی، کان پر بھی جم کر بیٹھ سکتا ہے اور آنکھ پر بھی، پھر جادو گرنیوں کے شر سے پناہ مانگی گئی ہے، جو بذاتِ خود اندھیروں کی رسیا اور اندھیروں کو عام کرنے والی ہوتی ہیں جو کالی چیزوں کو ہتی کالی راتوں میں مذموم کاموں کے لیے استعمال کرتی ہیں۔ حاسد جو اپنادل جلا جلا کر کوئلے کی طرح کالا سیاہ کرتا ہے اس سے بھی پناہ مانگنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

سورہ ناس میں شیطانی وسوسہ ڈالنے والے، دل میں برائی کی محبت پیدا کرنے والے اور برائی کو سجا بنا کر سامنے لانے والے، چھپ کر حملہ کرنے والے، محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَعْوِيزٌ اُور مَعْوِذَةٌ نَبُوَيْهُ
آدمی کے سینے میں گناہ کے الا و جلانے والے خناس بدقاش سے بچاؤ کے لیے
لوگوں کے مالک اور رب اور معبود کی پناہ طلب کی گئی ہے۔

بھلا کالے پیلے اور نورانی و روحانی علوم کا دعویٰ کرنے والے کسی کو ان تمام
چیزوں سے تحفظ دے سکتے ہیں؟ غور کیجیے جو ان چیزوں کا مالک ہے خالق ہے
وہی اس قسم کے شرکو دور کرنے پر قادر ہے، اسی پر ہمارا یقین ہونا چاہیے۔
بستر پر جانے کی دعا رقم: ۸۷ پر بھی غور کیجیے اور انہیں اپنے اذکار کا حصہ بنا
لیجیے۔ ان شاء اللہ خیر ہی خیر حاصل ہوگی۔

(۸۰). اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْأَلُكَ مِنْ حَيْثُ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدَ
وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا أَسْتَعَاذُ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدُ
الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حُوَلَّ وَلَا قُوَّةٌ إِلَّا بِاللَّهِ.

”اے اللہ! بے شک ہم تجھ سے اس بھلائی کا سوال کرتے ہیں جس بھلائی کا
تجھ سے تیرے نبی محمد ﷺ نے سوال کیا اور ہم تجھ سے اس برائی سے پناہ چاہتے
ہیں جس برائی سے تیرے نبی محمد ﷺ نے تیری پناہ چاہی تھی اور تو ہی مددگار ہے
اور تیرے ذمہ پہنچانا ہے۔ اور اللہ کی قوت اور توفیق کے بغیر (مجھ میں نیکی کرنے یا
برائی سے بچنے کی) بہت توفیق نہیں۔“ [ترمذی: ۵۳۷ / ۵ - ان ماجد: ۱۲۶۳ / ۲]

یہ ایک جامع استغاثہ ہے جس کی وضاحت کراپڑو روت ہی نہیں ہے۔

بہترین استغاثہ صبح اور شام کے وقت:

(۸۱). سیدنا عبداللہ بن خبیب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ہم بارش اور اندر ہیری
رات میں (مسجد میں) آئے تو ہم نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا تاکہ آپ ہمیں

تعویز اور معوذات نبویہ

نماز پڑھائیں، پس آپ تشریف لائے تو فرمایا: قل (کہو)۔ میں نے عرض کیا:
میں کیا کہوں؟ فرمایا:

”قل هو اللہ احد اللہ الصمد اور معوذ تمیں صبح و شام پڑھا کریہ تمہیں ہر
چیز سے کافی ہو جائیں گے۔“

[ابوداؤد، کتاب الادب: ۵۰۸۲۔ ترمذی، فضائل القرآن: ۳۵۷۵۔ نبأ: ۵۲۳۰]

ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: کسی انسان نے ان دو سورتوں
سے افضل کلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب نہیں کی۔

[نبأ: ۵۲۳۱۔ بیہقی فی السنن الکبری: ۸۵۸]

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ایک غزوہ میں آپ ﷺ کی سواری کی مہار تھاے
چل رہے تھے تو آپ ﷺ نے ان سے بھی فرمایا: پڑھ!... (آگے اوپر والا
مضمون ہے)

آخر میں یہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا: شاید تو اس سے زیادہ خوش نہیں ہوا،
میں نے کبھی نماز میں اس جیسی سورت نہیں پڑھی۔

[نبأ: ۵۲۳۲، ۵۲۳۵]

سیدنا ابن عابس رضی اللہ عنہ سے آپ ﷺ نے فرمایا: کیا میں تجھے وہ کلام افضل کلام
نہ بتاؤں جس کے ساتھ پناہ حاصل کرنے والے اللہ کی پناہ حاصل کر سکتے ہیں؟
(ابن عابس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) میں نے کہا: کیوں نہیں؟ فرمایا: یہ دو سورتیں
پڑھو۔“ [دیکھی نبأ: ۵۲۳۳]

(۸۲) اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِوْجُوهِكَ الْكَرِيمِ وَكَلِمَاتِكَ التَّامَةِ مِنْ شَرِّ
محکم دلائل و برایین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تَعْوِيذُ اُور مَعْوِزَاتُ نُوبَيْهٖ
 مَا أَنْتَ أَخِذٌ بِنَاصِيَّتِهِ اللَّهُمَّ أَنْتَ تَكْشِفُ الْمُغْرَمَ وَالْمُأْمَمَ
 اللَّهُمَّ لَا يَهْزُمُ جُنْدُكَ وَلَا يُنْلِفُ وَعْدَكَ وَلَا يَنْفَعُ ذَالْجَبَرِيْنُكَ
 الْجَدُّ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ [ابوداؤد: ۵۰۵۲ - حسنة محفظ ابن حجر]

”یا اللہ! میں تیرے کریم چہرے اور تیرے مکمل تاثیر والے کلمات کی پناہ
 چاہتا ہوں ہر اس چیز کے شر سے جس کی پیشانی تیرے دست قدرت میں ہے۔ یا
 اللہ! تو ہی (اپنے بندوں کے) بوجھ اور گناہ دور کرنے والا ہے۔ یا اللہ! تیرالشکر
 کبھی شکست نہیں کھاتا اور تیر وعدہ کبھی جھوٹا نہیں ہوتا اور کسی بھی صاحب شروت کو
 اس کی دولت تیری پکڑ سے نہیں بچا سکتی، تو سب عیوب سے پاک ہے اور تیرے
 ہی لیے ساری حمد و شاہ ہے۔“

(۸۳)۔ شام کا استغواہ:

أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَةٌ لَا شَرِيكَ لَهُ
 الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ رَبِّ أَسْأَلُكَ خَيْرَ مَا فِي
 هَذِهِ الْلَّيْلَةِ وَخَيْرَ مَا بَعْدَهَا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِي هَذِهِ الْلَّيْلَةِ
 وَشَرِّ مَا بَعْدَهَا أَعُوذُ بِكَ مِنْ الْكَسْلِ وَسُوءِ الْكِبَرِ رَبِّ أَعُوذُ بِكَ
 مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ.

”ہم نے شام کی اور اللہ کی مخلوقات نے بھی شام کی اور تمام تعریفیں اللہ کے
 لیے ہیں اس کے سوا کوئی معبد نہیں وہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی
 بادشاہی ہے اور اسی کے لیے تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ اے
 میرے رب میں تجھ سے اس رات میں پائی جانے والی اور اس کے بعد آنے والی

بھلائی کا سوال کرتا ہوں اور اس رات میں موجود یا اس کے بعد آنے والی برائی سے پناہ مانگتا ہوں اے اللہ میں سنتی اور بڑھاپے کی لاچاری سے پناہ مانگتا ہوں اے میرے رب میں جہنم ارقب کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔“ [مسلم] صبح کا استعاذه: (۸۴)

اور صبح کے وقت بھی آپ ﷺ أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلَّهِ (یعنی صبغہ اُنسی کی بجائے صبح لگا کر) اسی طرح پڑھتے۔ (۸۵) زمین و آسمان کی ہر چیز اور رات کے شر سے بچنے کے لیے:

أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّاتِ الَّتِي لَا يُجَاهُ وَرُهْنٌ بِرُؤْلَا فَاجْرُ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، وَبَرَأً وَذَرَأً، وَمِنْ شَرِّ مَا يَنْذُلُ مِنَ السَّمَاءِ، وَمِنْ شَرِّ مَا يَعْرُجُ فِيهَا، وَمِنْ شَرِّ مَا ذَرَأً فِي الْأَرْضِ وَمِنْ شَرِّ مَا يَخْرُجُ مِنْهَا، وَمِنْ شَرِّ فَتَنِ الْلَّيْلِ وَالنَّهَارِ، وَمِنْ شَرِّ كُلِّ طَارِقٍ إِلَّا طَارِقًا يَطْرُقُ بِخَيْرٍ يَأْمُرُ مُحْمَنِّ [مجموع الزوائد: ۱۰۷، حامد: ۳۱۹، صحیح: ۸۳۰]

”میں اللہ تعالیٰ کے ان کلمات کی پناہ میں آتا ہوں جن سے آگے کوئی نیک و بد نہیں گزر سکتا، ہر اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا، اسے تفکیل دیا اور پھیلایا اور اس چیز کے شر سے بھی جو آسمان سے اترتی ہے اور اس چیز کے شر سے جو اس میں چڑھتی ہے اور اس چیز کے شر سے جسے اس نے زمین میں پھیلایا اور اس چیز کے شر سے جو اس سے نکلتی ہے اور رات دن کے فتنوں کے شر سے اور رات کے وقت ہر آنے والے کے شر سے سوائے ایسے رات کو آنے والے کے جو خیر کے محکم دلائل و برائین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ساتھ آئے، اے نہایت رحم کرنے والے۔“

(۸۶) اللَّهُمَّ احْفَظْنِي بِالإِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِي بِالإِسْلَامِ قَاعِدًا
وَاحْفَظْنِي بِالإِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشِيدْ بِي عَدُوًا وَلَا حَاسِدًا اللَّهُمَّ
إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ
خَزَائِنُهُ بِيَدِكَ۔

”اے اللہ! مجھے کھڑے، بیٹھے، لیٹھے ہر حال میں اسلام پر قائم رکھ اور دشمن اور حاسد کو مجھ پر ہنسنے کا موقع نہ دے اے اللہ! میں تجھ سے ہر بھائی کا سوال کرتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں اور میں ہر شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں جس کے خزانے تیرے پاس ہیں۔“

[صحیح: ۱۵۲۰، صحیح الجامع: ۱۱۲، ۳۰۰۵، صحیح ترمذی للالبانی: ۳/۱۶۸]

(۸۷) رسول اللہ ﷺ جب بستر پر تشریف لے جاتے تو فرماتے:

اللَّهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ، وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، رَبَّنَا
وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ، فَالْيَقِنُ الْحَقِيقَةُ وَالنَّوْى، وَمُمْلَأُ التَّوْرَاهُ وَالْأَنْجِيلِ،
وَالْفُرْقَانِ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْءٍ أَنْتَ أَحَدُ بَنَاءِ صَيْتِهِ۔ اللَّهُمَّ
أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ
شَيْءٌ، وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ
دُونَكَ شَيْءٌ، اقْضِ عَنَّا الدَّلَيْلَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ۔

[مسلم: ۳۸۷، ۲۰۸۲، ۲۱۳۔ ابو داؤد: ۵۰۵۔ ابن ماجہ: ۳]

”اے اللہ! اے ساتویں آسمانوں کے رب! اے عرش عظیم کے رب! اے

تَعْوِيدُ اُور مَعْوذَاتُ نَبِيِّ

ہمارے اور ہر چیز کے رب! اے دانے اور گھٹھلی کو پھاڑنے والے! اے ہمارے تورات و انجیل اور فرقان (قرآن) نازل کرنے والے! میں ہر اس چیز کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں تو جس کی پیشانی پکڑے ہوئے ہے، اے اللہ! تو ہی اول ہے، پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو ہی غالب ہے تجھ پر کوئی چیز (غالب) نہیں ہے۔ اور تو ہی باطن ہے تجھ سے پوشیدہ تر کوئی چیز نہیں۔ ہم سے قرض ادا (کرنے کا سبب پیدا) کردے اور ہمیں مفلس سے غنی بنادے۔“

(۸۸) **أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الْفِتْنَ**، مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ، وَأَعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ فِتْنَةِ الْأَكْعَوْرِ الْكَلَّابِ۔ [ابن حبان: ۱۰۰۰۔ صحیح شیعہ الانوار ط]

”میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں فتنوں سے، خواہ وہ ظاہر فتنے ہوں یا پوشیدہ اور میں اللہ کی پناہ طلب کرتا ہوں اندھے اور سخت جھوٹے فتنے سے۔“

شیطان کے شر سے بچنے کے لیے:

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ

”میں پناہ طلب کرتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔“

(۸۹) یہ وسو سے اور شیطانی خیالات کو دور کرنے کا بہترین وظیفہ ہے۔

[مسلم: ۲۲۰۳]

(۹۰) رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: جب تم گدھے کے ہینکنے کی آواز سن تو مذکورہ دعا

(تعوذ) پڑھو یقیناً اس نے شیطان کو دور کیا ہے۔ [ابوداؤد: ۵۱۰۵]

(۹۱) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم رات کو کتوں کے بھونکنے اور گدھے کے

محکم دلائل و برائین سے مزین منتنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بینگنے کی آواز سنو تو ان سے اللہ کی پناہ مانگو کیوں کہ وہ ایسی چیزیں دیکھتے ہیں۔ جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ [بخاری: ۶۱۱۵ مسلم: ۲۶۱۰]

(۹۲) أَللَّهُمَّ اغْفِرْلَهُ وَارْحَمْهُ، وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ،
وَوَسِعْ مُدْخَلَهُ، وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالشَّلْجِ وَالبَرَدِ، وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا
كَمَا نَقَّيْتَ التَّوْبَ الْأَكْبَيْضَ مِنَ الدَّنَيْسِ، وَأَبْدِلْهُ دَارًا حَيْرًا مِنْ
دَارِهِ وَأَهْلًا حَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا حَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ، وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ،
وَأَعِدْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ [مسلم: ۲۶۳ / ۲]

”اے اللہ! اے معاف فرما، اس پر حرم فرماء، اسے عافیت دے، اس سے درگذر فرما اس کی باعزت ضیافت فرماء، اس کی قبر کو فراخ کر دے اور اسے (یعنی اس کے گناہوں کو) پانی، برف اور الوں کے ساتھ دھو دے اور اسے گناہوں سے اس طرح صاف کر دے جیسے تو نے سفید کپڑے کو میل سے صاف کر دیا ہے اور اسے اس کے گھر کے بد لے میں بہتر گھر دے، گھر والوں کے بد لے بہتر گھر والے، رفیق حیات کے بد لے بہتر رفیق حیات عطا کرو اور اسے جنت میں داخل کر اور اسے بچائے قبر کے عذاب سے اور آگ کے عذاب سے۔“



حاصلِ کلام

گزشته صفات میں صحیح احادیث جمع کر کے وہ تمام مقدس ہیرے اور موته چن دیے گئے ہیں جو ہمارے حبیب و محبوب نبی ﷺ کی زبان مطہرہ سے نکلے ہیں، جن میں کسی بھی شر، آفت، مشکل، بیماری، محرومی، بد اخلاقی اور بد عملی سے بچنے کا بہترین، آسان، ہمہ وقت دستیاب طریقہ بتایا گیا ہے، ایسے کلمات جو اللہ کی رحمت، برکت اور مغفرت کے دروازے کھولنے کی نظری کلید ہیں۔

ان میں اللہ تعالیٰ کے کلماتِ تامہ کے ذریعے دعا کی گئی ہے..... ان میں اللہ تعالیٰ کی صفاتِ کاملہ کو شر سے بچنے کا تعویذ بنایا گیا ہے..... ان میں اللہ تعالیٰ کے اسماء کو استعاذه کا وسیلہ بنایا گیا ہے..... ان میں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دردمندانہ اور عاجزانہ التجاویں کی گئی ہیں..... ان دعاوں میں، التجاویں اور تعویذوں پر غور کیجیے! وہ کون سی پیش آمدہ مشکل ہے جس سے نکلنے کے لیے ان میں پناہ نہیں مانگی گئی..... کون سی مصیبت ہے جس کے دور ہونے یا اس سے بچنے کے لیے رب العزت کے حضور استعاذه نہیں کیا گیا!..... کون ساقفہ ہے جس کے شر سے محفوظ رہنے کے لیے مالک الملک سے تعوذ نہیں کیا گیا؟..... وہ کون سا نقصان ہے جس کی مدافعت کے لیے ہمیں نبی اکرم ﷺ تعویذ نہیں محکم دلالل و براپین سے فرزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سکھایا؟..... وہ کون سا جسمانی عیب ہے جس سے محفوظ رہنے کے لیے ہمیں دعا نہیں بتائی گئی؟..... آپ نے ان معوذات میں بہت کچھ ملاحظہ کر لیا۔..... ذرا دل پر ہاتھ رکھ کر، مٹھنڈے دماغ سے سوچیے! کیا دھاگا، کاغذ، کسی چیز کے نقش اور حروف، کالی جوتی، کالا پراندا، کالی ہندیا، زیادہ موثر ہیں یا ہمارے محبوب و حبیب نبی ﷺ کے اختیار کردہ یہ تمام دعائیے کلمات؟

کیا گندے مندے پیروں، بابوں اور پروفیسروں کے پھیلائے ہوئے جالوں میں پھنسنا بہتر ہے یا گھر بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے اختیار کردہ الفاظ کے ذریعے اپنے کسی مسئلہ سے نکلا بہتر ہے؟

آپ کی آسانی کے لیے ان تمام مشکلات و آفات کا نام بنام ذکر کیا جا رہا ہے، کس دعا کو کس مشکل یا فتنے سے بچنے کے لیے پڑھنا چاہیے اس کی بھی نشان دہی کی جا رہی ہے:

مشکل، پریشانی، فتنہ یا شر	دعائیمبر
آنکھ کی خیانت سے بچنے کے لیے	۲
آنکھ کے شر سے سے بچنے کے لیے	۳۸
آندھی کے شر سے بچنے کے لیے	۷۳، ۷۲
ولاد کے فتنے سے بچنے کے لیے	۶۶

۷۱	اہل و عیال میں تکلیف وہ منظر سے بچنے کے لیے
۷۰، ۹۰، ۳۶، ۳۷	اللہ کی ناراضی سے بچنے کے لیے
۸۰، ۸۳، ۳۸	اندھیرے کے شر سے بچنے کے لیے
۸۳، ۳	اخلاقی بد سے بچنے کے لیے
۲۲، ۲۸	برے دوست سے بچنے کے لیے
۶۸، ۸۳، ۸۴، ۸۵	برے دن، بری گھری، بری رات سے بچنے کے لیے
۶۹، ۷۰، ۷۱	برے مناظر پیش آنے سے بچنے کے لیے
۷۵	بارش کی تباہی سے بچنے کے لیے
۷۸	بیت الخلاء میں جنوں کے شر سے بچنے کے لیے
۱۲، ۵۰، ۵۹، ۶۰	بخل سے بچنے کے لیے
۵۰	برص کی یکاری سے بچنے کے لیے
۵۵	بخار اور درد سے شفا کے لیے
۶۳	بچوں کی حفاظت کے لیے
۶۶	بری تقدیر سے بچنے کے لیے
۶۶، ۶۷، ۶۸	برے ہم سائے کے شر سے بچنے کے لیے
۳۸۵	محکم دلائل و براہین لئے کالین کشتوخ سے منزہ کتب لیبر مشتمل مفت ۳۸۵ لائن مکتبہ

۷۱	ترقی سے تنزل کی طرف جانے سے بچنے کے لیے
۷۹	جاہلانہ امور سے بچنے کے لیے
۸۰	جادو سے بچنے کے لیے
۱۲، ۵۰	خین (کمزوری) سے بچنے کے لیے
۵۰	جنون (پاگل پن) سے بچنے کے لیے
۵۰، ۵۵	جدام کی بیماری سے بچنے کے لیے
۵۱، ۵۲، ۵۳	جل جانے سے بچنے کے لیے
۵۱، ۵۲، ۵۴	جہاد کے میدان سے فرار سے بچنے کے لیے
۲۳، ۵۰، ۵۵	جسمانی بیماریوں سے بچنے کے لیے
۸۰	حد سے بچنے کے لیے
۲۹	خیانت سے بچنے کے لیے
۱۲، ۲۵، ۵۷	دنیا کے فتنے سے بچنے کے لیے
۸۷، ۸۶، ۸۵	دنیا کی ہرشے کے فتنے سے بچنے کے لیے
۶۲، ۲۷، ۶۲	دشمنوں کی ہنسی سے بچنے کے لیے
۳۰، ۳۲، ۳۳	دل کی بے خوبی سے بچنے کے لیے
۳۸	دل کے فتنے سے بچنے کے لیے

۲۰،۳۲،۳۳،۳۱،۳۰	دعاے نامقبول سے بچنے کے لیے
۵۱،۵۲،۵۳	دب جانے سے کسی چیز کے نیچے سے بچنے کے لیے
۷۹	ڈمگاہٹ سے بچنے کے لیے
۵۱،۵۲،۵۳	ڈوب جانے سے بچنے کے لیے
۵۱،۵۲،۵۳،۵۴	ڈسے جانے سے بچنے کے لیے
۵۰،۵۸	ذلت سے بچنے کے لیے
۳۷	رسوائی سے بچنے کے لیے
۳،۵۰	ریا سے بچنے کے لیے
۱۰،۱۱،۱۲،۱۳	زندگی اور موت کے فتنے سے بچنے کے لیے
۶۹،۷۰،۷۱	سفر میں مشقت سے بچنے کے لیے
۵۷،۵۹	سینے کے فتنے سے بچنے کے لیے
۳۷	ساتھی کی اذیت سے بچنے کے لیے
۵۰	سمعة (شهرت) چاہنے کے فتنے سے بچنے کے لیے
۵۲،۵۳،۷۲،۸۰،۸۹	شیطان کے شر سے بچنے کے لیے
۳۲،۳۵،۳۳،۳۵،۵۱	
دلائل و برائیق مکمل فتنتوں و قبیلے پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ	دعا

۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸	شوہر بیوی کے شر سے بچنے کے لیے
۱، ۲	شقاں (حق کی مخالفت) سے بچنے کے لیے
۵۳، ۸۴، ۸۲، ۸۱ ۲۳،	شر (ہر قسم کے) سے بچنے کے لیے
۲، ۱	شرک سے بچنے کے لیے
۸۵، ۸۳، ۸۲	صبح کے شر سے بچنے کے لیے
۷۹، ۵	ضلالت (گمراہی) سے بچنے کے لیے
۸۳، ۵۸، ۳۵	ظللم کرنے اور کسی مسلمان پر برائی تھوپنے سے بچنے کے لیے
	ظاہر اور پوشیدہ فتنوں سے بچنے کے لیے
۱۶، ۱۵، ۱۳، ۱۲، ۱۱، ۱۰، ۲	عذاب قبر سے بچنے کے لیے
۸۳، ۸۳، ۲۰، ۵۹، ۲۲، ۱۷	
۹	عافیت کے منہ موڑنے سے بچنے کے لیے
۱، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۲۱، ۱۱، ۰ ۲۲، ۲۱، ۲۰، ۱۹، ۱۸	عذاب جہنم سے بچنے کے لیے
۸۳، ۸۳، ۲۵، ۲۳	
۳۳، ۳۲، ۳۱، ۳۰	علم غیر نافع سے بچنے کے لیے

۵۰	عجز (بے چارگی) سے بچنے کے لیے
۲۱، ۳۹	عمل کردا اور ناکردا کے شر سے بچنے کے لیے
۳۰	عمل معلوم اور نامعلوم کے شر سے بچنے کے لیے
۲۳، ۳۰	عمل ناپسند سے بچنے کے لیے
۵۲، ۳۶	غم اور پریشانی سے بچنے کے لیے
۵۰، ۳۷	غفلت سے بچنے کے لیے
۲۲، ۳۶، ۱۷، ۱۶، ۱۵	غنا (مال) کے فتنے سے بچنے کے لیے
۸۲، ۵۰، ۱۷، ۱۶، ۱۳	فسق اور گناہ میں پڑنے سے بچنے کے لیے
۳۷، ۲۶، ۱۷، ۱۶، ۱۵، ۱	فقر (محتاجی) سے بچنے کے لیے
۵۸، ۵۱، ۵۰، ۳۹، ۳۸	
۵۸	قتل (کی) کے شر سے بچنے کے لیے
۶۱، ۵۰	قصوہ (دل کی نگی) سے بچنے کے لیے
۲۶	قيامت کی سختی سے بچنے کے لیے
۸۲، ۳۶، ۲۷، ۱۷، ۱۶، ۱۳	قرض، تداون اور چیزی بھرنے سے بچنے کے لیے
۸۲، ۸۳، ۲۰، ۵۰، ۱۷، ۱۲	کسل (ستی) سے بچنے کے لیے
محکم دلائل کا چھوٹا سکریپٹ و قصہ مشیطان عنہ کے شر منشی دنگب کے میثتمل مفت آن لائن مکتبہ	

۵۰،۳۸،۳۷،۶	کفر سے بچنے کے لیے
۳	کذب (جھوٹ) سے بچنے کے لیے
۵۰،۳۸	گونگاپن اور زبان کے شر سے بچنے کے لیے
۵۳،۵۲،۵۱	گرجانے سے بچنے کے لیے
۷۶	لباس کے شر سے بچنے کے لیے
۳۹	لوگوں کے شر سے بچنے کے لیے
۷۹،۵۸،۵۷،۳۶	لوگوں کے دباو اور ظلم سے بچنے کے لیے
۹۰	میت کے لیے جہنم سے بچاؤ کی دعا
۴۰،۱۶،۱۵،۱۳،۱۲،۱۱،۱۰	مسحِ دجال کے فتنے سے بچنے کے لیے
۷۷	مسجد میں داخلے کے وقت شیطان سے بچنے کے لیے
۷۱	مظلوم کی بد دعا سے بچنے کے لیے
۶۲	نظر بد سے بچنے کے لیے
۹	ناگہانی حادثات سے بچنے کے لیے
۹،۸	نعتوں کے شر سے بچنے کے لیے
۵۰،۳،۳	نفاق سے بچنے کے لیے
۳۱	سچے کے حادثات سے بچنے کے لیے



۵۶، ۵۲، ۵۰، ۱۶، ۱۳ ۸۲، ۸۳، ۶۰، ۵۹، ۵۷	نکھی عمر سے بچنے کے لیے
۳۲، ۲۹، ۲۸	نفس کے شر سے بچنے کے لیے
۲۲، ۲۳، ۲۱، ۲۰	نا آسودہ خواہشات سے بچنے کے لیے
۳۰	نماز جو نہ دے سے بچنے کے لیے

○○○○

دعاوں سے متعلق ہماری مزید کتب

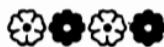
- دعا، اذکار انگلیاں
- بسم اللہ! دعا، دوا، شفایا
- نماز میں پڑھی جانے والی دعائیں
- معوذاتِ نبویہ، اسی کتاب کا دوسرا حصہ جبی سائز میں
- ازہار الذکر والدعا
- جادو اور آسیب سے بچاؤ
- جادو سیکھنا کیسا ہے؟
- استخارہ کیوں اور کیسے؟

اسلامی معاشرت

کے اہم انفرادی پہلو

- ☆ انسان کا مقصد حیات اللہ کی عبادت و اطاعت ہے۔ لہذا ہر لمحے اس کی عبادت و اطاعت کے تقاضے..... اطاعت رسول ﷺ کی حدود میں رہ کر کرنا۔
- ☆ خاتم النبین ﷺ کی اطاعت اور محبت کو ہر شعبہ زندگی میں ملحوظ رکھنا۔
- ☆ اولاد کو اللہ کی خاص نعمت سمجھ کر اسلامی اقدار و آداب کے تحت اس کی پرورش کرنا۔
- ☆ بلوغ کی عمر کو پہنچتے ہی فوراً نکاح کا اہتمام کرنا۔
- ☆ انتخاب زوج کی تلاش میں تقویٰ کو ترجیح دینا۔
- ☆ طویل ملنگی کی بجائے نکاح اور رخصتی کرنا۔
- ☆ اشیائے ضرورت میں نبوی معیار کو نمونہ بنانا..... زائد ملتوی اللہ تعالیٰ کی حدود میں رہ کر خرچ کرنا۔
- ☆ اللہ تعالیٰ کے حکم استید ان پر عمل کرنا۔
- ☆ ستر و حجاب اور غض بصر کی پابندی کرنا۔

- ☆ حقوق لینے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوشش رہنا۔
- ☆ مرد کا منصب قوام کے تقاضے کفالت بہ کسب حلال حفاظت اور امر و نواہی اور امارت و خلافت کا علم حاصل کرنا اور ممکنہ حد تک اسے برؤے کار لانا
- ☆ خواتین کا احترام اور وقار برقرار رکھنا۔
- ☆ عورت کا گھر میں نیک کر اطاعت قوام (شریعت کی حدود میں رہ کر) کرنا اور مگر انی اطفال کی ذمہ داریاں نبھانا۔
- ☆ دنیا کی دیگر اقوام کی سرفراز زندگی اور تیش کے بجائے صحابہ کرام کے طرز حیات کی پیروی کرنا۔
- ☆ رفاه دنیا کے بجائے فلاح آخرت میں ڈوبے رہنا۔



صدقہ جاریہ ————— فی سبیل اللہ

منجانب:

منظور یا سین منٹو اور بیگم نیسم منٹو